بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

منارۃ المسیح موعود

نمبر ۳۹	دار الامان قادیان ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء مطابق ۲۸ رجب ۱۳۲۰ھ روز مبارک جمعہ	جلد ۶

حضرت امام الزمان کی ڈائری

مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے جب حضرۃ حجۃ اللہ تقریر ختم کر چکے تو مستفسر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ صاحب سفر السعادۃ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ نماز کے بعد دعا کی حدیث ثابت نہیں۔

حدیث پر میرا مذہب اس پر پھر حضرۃ اقدس نے سلسلہ کلام یوں شروع کیا۔ کہ میرا مذہب یہ ہے کہ حدیث کی بڑی تعظیم کرنی چاہیے کیونکہ یہ آنحضرت سے منسوب ہے جبتک قرآن شریف سے متعارض نہ ہو تو مستحسن یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جاوے مگر نماز کے بعد دعا کے متعلق حدیث سے التزام ثابت نہیں ہمارا تو یہ اصول ہے کہ ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جاوے جو قرآن شریف کے مخالف نہ ہو۔

بیعت اس کے بعد دو تین آدمیوں نے بیعت کی درخواست کی اور آپ نے بیعت میں داخل کیا۔

مسٹر پگٹ اور ڈوئی مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ نے مسٹر پگٹ اور فرانس کے ایک جدید مدعی مسیحیت کے متعلق ولایت کے اخبار فری تھنکر سے دو نوٹ پڑھ کر سنائے۔ اور مفتی محمد صادق صاحب نے ڈاکٹر ڈوئی کے اخبار کے بعض پیراگراف سنائے۔

ڈوئی کے ذکر پر پھر حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے الیاس ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اور اپنے آپکو عہد نامہ کا رسول کہتا ہے۔ ہم نے اسکو دعوۃ کی ہے کہ اگر تو یسوع مسیح کو خدا سمجھتا ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا کیطرف سے مسیح موعود ہو کر آیا ہوں پس تو اس قسم کی دعا کر کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔ یہ جوش زیادہ تر مجھو اس لئے آیا ہے کہ اس نے تمام مسلمانوں کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی ہے یہ شخص اسلام کا بڑا دشمن ہے۔

مذہبی جنگ یہ زمانہ اس قسم کا آیا ہے کہ اللہ تعالے نے ایسے وسایل پیدا کر دیے ہیں کہ دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور

اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ

کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں اور یہ ضروری امر ہے کہ انکا مقابلہ ہو۔ اور ان میں ایک ہی سچا ہوگا۔ اور غالب آئیگا۔

لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

اسکی طرف اشارہ کرتا ہے یہ مقابلہ مذاہب کا شروع ہو گیا ہے اور اس مذہبی کشتی کا

بتایا حضرت ابوبکرؓ سے جب پوچھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ گھر میں اللہ اور اسکے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا جسقدر عمل میں فرق ہے اُتنا ہی ایمان میں غرض اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں یہ بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اُتاری جاوے ویسی ہی اطاعت ہے۔ یہ زمانہ اب اُسی قسم کا ہے + بہت ہی نازک اور خطرناک دن آنے ہیں جو اپنے آپکو تعلیم کے مطابق بناتا نہیں وہ خدا تعالےٰ کے سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔ استغفار کرو۔ اور دعائیں کرو اور اپنے آپکو درست بناؤ۔ کوئی ایک ہی حکم نہیں کہ جس کی خلاف ورزی سے دوزخ کے دروازہ سے داخل ہوگا یا فرمانبرداری سے بہشت کے دروازہ سے جائے گا۔ کوئی کسی دروازہ سے کوئی کسی دروازہ سے پس جب تک دوزخ کے سارے دروازوں کو بند نہ کروگے فائدہ نہ ہوگا۔ یہ مت کرو کہ ایک دروازہ کھُلا چھوڑ دو اور باقی کو بند کرو۔ نہیں سبکو بند کرو۔ اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی سکھاؤ۔ اور اسکو ذہن نشین کرو کہ یہ وقت بہت ہی نازک ہے اور ہماری جماعت خصوصیت کے ساتھ بڑی ذمہ داری کے نیچے ہے گورنمنٹ کو بھی ٹیکہ سے جواب دیا اور خود اصلاح بھی نہ کی تو اُس کے لیے سخت خطرہ ہے۔ گورنمنٹ تو ہم پر ایمان نہیں رکھتی جو ہماری آسمانی ٹیکہ سے فائدہ اُٹھائے مگر تم جو اس سلسلہ کو خدا کی طرف سے مانتے ہو اگر عمل نہ کروگے تو خسر الدنیا والاخرۃ ٹھہروگے دیکھو جیسے دنیا کا ایک قانون ہے اسی طرح پر آخرت کا بھی ایک قانون ہے مثلاً تجربہ۔ جو اسے کھائیگا خواہ وہ کوئی بھی ہو چوڑا ہو ہندو ہو عیسائی ہو یا مسلمان سب کو دست آجائیں گے۔ اسی طرح ہوا۔ چاند۔ سورج وغیرہ اجرام ان سب سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے ایک خاص قانون اپنے برگزیدوں اور راست بندوں کیلیے رکھا ہوا ہے وہ ایسا ٹیکہ ہے کہ ہمیں نشتر کی ضرورت ہے نہ ہمیں حب۔ تم بھی جب تم کوئی ایسی شرائط کو پورا کرنے والا ہو تو وہ خدا کے سایہ میں آجاتا ہے۔ تم اسے اختیار کرو۔ تا تم متاثر نہ ہو۔ ہر شخص جو اسکو سمجھے وہ دوسرے کو سمجھاوے اور حاضر غائب کو پہونچاوے تاکہ کوئی دھکا نہ کھاوے (اس حکم کی تبلیغ کے لیے اس تقریر کا عنوان ہم نے **البلاغ من الحاضر الی الغائب** رکھا ہے ایڈیٹر) یاد رکھو محض اسم نویسی سے کوئی جماعت میں داخل نہیں جبتک وہ حقیقت کو اپنے اندر پیدا نہ کرے۔ آپس میں محبت کرو۔ اتلاف حقوق نہ کرو۔ اور خدا کی راہ میں دیوانہ کی طرح ہو جاؤ۔ تاکہ خدا تم پر فضل کرے اس سے کچھ باہر نہیں۔

---

۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء
(صبح کی سیر)

اِلہام — حضورؑ نے باہر تشریف لاکر میدان میں کھڑے ہوتے ہی فرمایا کہ پہر رات باقی رہی ہوگی کہ یہ الہام ہوا اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ وَ لِنَجْعَلَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَۃً مِّنَّا وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ عِنْدِیْ مُعَالَجَاتٌ

میںنے اس الہام کو معمول کے موافق کتاب میں لکھ لیا۔ اور پھر گھر میں (مراد حضرۃ ام المومنین علیہا السلام ایڈیٹر) دریافت کیا کہ آج تم نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے ابھی ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک صندوق بذریعہ بلٹی آیا ہے جسکو شیخ رحمت اللہ نے بھیجا ہے اور وہ دوائیوں کا صندوق ہے حکیم فضل الدین کی بیوی اور کہرو دائی پاس کھڑی ہیں جب اُسکو کھولا گیا تو وہ بالب دوائیوں سے بھرا ہوا تھا ڈبیاں ہیں شیشیاں ہیں غرض پورے طور پر بھرا ہوا ہے گھاس پھوس کی جگہ بھی دوائیاں ہیں۔

میں نے اس لحاظ سے کہ ان کے ایمان میں اور بھی ترقی ہو کہا کہ مجھے آج یہ الہام ہوا ہے اور میں نے وہ لکھا ہوا الہام اُنکو دکھا دیا۔

خدا کی قدرت ہے کہ کیسا عجیب توارد ہے۔ ادھر الہام میں **رحمۃ منا** ہے ادھر رویا میں دکھایا گیا ہے کہ رحمت اللہ نے بھیجا ہے اور پھر حکیم فضل الدین کی بیوی مرہم کا پاس ہونا چراغ کا لانا یہ سب مبشرات ہیں۔

لنجعل ایۃ للناس سے مراد یہ ہے کہ یہ وعدہ حفاظت جو ہے اس حفظ کو لوگوں کے لیے ایک نشان ٹھہراؤں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اب کھُلے طور پر کچھ کرنا چاہتا ہے جیسے انا تجالدنا میں ہوا تھا۔ اسوقت ایک قوم تو ٹیکہ کے ساتھ ٹیکا کرا رہی ہے اور ہم اس نشان کے ساتھ ناز کرتے ہیں + یہ سلسلہ خدا تعالیٰ نے دراصل ۲۵ برس سے جاری کیا ہوا ہے۔

اس الہام کے ساتھ ایک اردو الہام بھی تھا مگر وہ بہت لمبا تھا یاد نہیں رہا اُسکا خلاصہ اور مغز یاد رہا ہے کہ ایمان کے ساتھ نجات ہے۔

والرجز فاھجر — قرآن شریف میں صاف آیا ہے والرجز فاھجر اس لیے ضروری ہے کہ صفائی کا التزام رکھا جاوے۔ خدا کی شان ہے کہ یورپ کی ہم صدہا چیزیں استعمال کرتے ہیں ریل۔ تار۔ پیرکیں اور بہت سی اشیا حتیٰ کہ دیا سلائی تک سے تو فائدہ اُٹھاتے ہیں مگر خدا کی کوئی عظیم الشان حکمت ہے کہ ہمکو ٹیکہ کیطرف توجہ نہیں دلائی بلکہ فرمایا عندی معالجات اور عندی کو مقدم کرکے اور بھی تاکید کا رنگ پیدا کیا کہ معالجات میرے ہی پاس ہیں۔ اور پھر الف اور ت کے ساتھ جو جمع ہو وہ اور بھی استغراق کا فائدہ دیتی ہے

غرض خدا تعالےٰ کوئی عظیم الشان نشان دکھانیکا ارادہ فرماتا ہے۔

تُخْرَجُ الصُّدُوْرُ اِلَی الْقُبُوْرِ — یہ بھی ایک الہام ہے اس الہام کے بعد نذیر حسین دہلوی اور فتح علی اور اکبر توسوی وغیرہ اس جہان سے رخصت ہوئے اور دیکھیے کس کی باری ہے۔

نجات ایمان سے ہے

جیسا کہ آج کی رویا سے معلوم ہوتا ہے در حقیقت نجات ایمان سے ہے اور خدا شناسی کی اسوقت بڑی ضرورت ہے کیونکہ خداشناسی کے بغیر گناہ کی ناپاک زندگی پر موت وارد نہیں ہوتی۔ اور خدا شناسی کا پہلا زینہ یقین ہے خدا تعالیٰ اور اسکی عجیب در عجیب قدرتوں اور طاقتوں پر سچا ایمان اور یقین ایک معرفت کا نور عطا کرتا ہے اور دل میں اس سے ایک قوت پیدا ہوتی ہے پھر انسان اس قوۃ کے ساتھ گناہ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ دیکھو یہ لوگ اپنے طبیبوں پر ایک قسم کا یقین رکھتے ہیں (ٹیکا وغیرہ)

تو کیا ہم اپنے یقین پر بھی یقین نہ رکھیں؟

جو کچھ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ بالکل سچ ہے اور وہ ہو کر رہیگا۔ کوئی طاقت اور قوت اسکو روک نہیں سکتی۔ یہ زمانہ عجیب زمانہ ہے واقعات خطرناک پیش آ رہے ہیں اور اسوقت کسیکو معلوم نہیں کہ کل کیا ہونیوالا ہے مگر خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ وہ اپنے سلسلہ کی حمایت کرے گا اور یحسن فی الدار کی حفاظت کا نشان دکھائیگا۔

یہ جو لکھا ہے کہ مسیح اپنی جماعت کو کوہ طور پر لے جاوے گا اسکا مطلب یہی ہے کہ وہ اپنی قوم کو طہارت اور تقوی کی بلند چٹان پر کھڑا کرے گا۔ کیونکہ طور تجلی گاہ حق ہے اسلئے مسیح اپنی جماعت کو قرب اور ہیبت کے مقام پر لے جائے گا۔ کوہ طور جیسا میں نے ابھی کہا ہے تجلی اور ہیبت حق کی جگہ ہے۔ جہاں تبدیلی ہوتی ہے اور انسان گناہ سے بچ جاتا ہے۔ پس یہ ایک تقریب پیش آگئی ہے کہ انسان اپنی تبدیلی کرے اور خدا کا قرب اسکی ہیبت سے تلاش کرے۔ خدا کا خوف اور ہیبت گناہوں سے بچائیگی اور اس سے تقوی اور طہارت میں ترقی ہوگی جو قرب حق کا ذریعہ ٹھہریگی ہیبت حق کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے طاعون ایک ذریعہ اور سامان ٹھہرا دیا ہے

بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو اس بلا اور طوفان میں بھی خدا سے نہیں ڈرتا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلتے۔

جو لوگ ہم پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں یا واقعی سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اسکی اطاعت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہیں وہ غور کریں کیونکہ اگر ہم نری خوشامد کرتے ہیں تو اسوقت چاہیے تھا کہ دنیا داروں اور زمانہ سازوں کی طرح سب سے پہلے ٹیکا لگوا لیتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ باایں ہمہ ہم گورنمنٹ کے سچے وفادار اور مخلص رعایا ہیں + خدا تعالیٰ کے احکام کو ہم ہر صورت میں مقدم رکھتے ہیں اطاعت بھی خدا ہی کے حکم سے ہے۔ اور اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ہماری وفاداری اور اطاعت دوسرے لوگوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ وفاداری مذہب کا ایک جزو ہے۔

طاعون کا علاج آسمان ہی سے ہونا چاہیے

خدا تعالیٰ نے طاعون کو رجز من السماء کہا ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسکا علاج بھی آسمانی تدبیر اور ارادہ کے موافق ہونا چاہیے۔ زمینی تجویزوں سے کچھ نہیں ہوتا۔

مجھے تو یہ خوشی ہے کہ لوگ اب سیدھے ہو جائیں گے جیسے صوفی تزکیہ اور رقۃ الخضوع کے لیے بہانہ چاہتے ہیں خدا نے یہ بہانہ پیدا کر دیا ہے۔ اب مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کر لیں گے۔

میرا انکار کیوں کرتے ہیں؟

خدا کی قدرۃ ہے کہ ارضی اور سماوی تمام نشانات اور علامات پوری ہوتی جاتی ہیں اور بہت سے ہو گئے ضروریات مشہودہ محسوسہ بتا رہی ہیں کہ آنے والا اب آنا چاہیے۔ اور پھر اسقدر تائیدی نشان ظاہر ہوئے ہیں کہ کسی کے لیے اتنے نشان نہیں ہوئے اور ایسے صاف کہ ہزاروں لاکھوں انسان اسکے گواہ ہیں پھر یہ کیوں انکار کرتے ہیں صرف حدیثوں کو ہاتھ میں لیکر جو ظن کی حد سے آگے نہیں جاتے ہیں قرآن کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیے قرآن شریف کھلے کھلے طور پر میری تائید کرتا ہے اور پھر حدیث صحیح بھی جو قرآن سے متعارض نہیں میری تائید کرتی ہے۔ عقلی دلائل بھی میرے ساتھ ہیں اور ضروریات مشہودہ محسوسہ بھی میرے ساتھ ہیں اگر تقوی ہوتا تو چاہیے تھا کہ خاموشی سے سنتے اور قبول کرتے مگر انھوں نے افترا بنائے اور طرح طرح سے مجھے دکھ دیے۔ یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے مگر گورنمنٹ سے ڈرتے ہیں۔

دربار شام

فرمایا الحکم کو میں رات کو پڑھ رہا تھا اس میں میری کسی تقریر میں لکھا ہوا تھا احسب الناس ان یترکوا ویقولوا امنا وھم لا یفتنون مجھے رات کو یہی الہام ہوا اور ایک اردو الہام بھی تھا اس میں سے اتنا یاد رہا کہ نجات ایمان سے ہے

۱۹ ر صبح کی سیر

۱۔ دابۃ الارض سے مراد طاعون ہے اور مغضوب جو طاعون سے ہلاک ہوے۔ ان الفاظ پر مختصر سا کلام فرمایا جو ہم پہلے کئی بار چھاپ چکے ہیں اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

۲۔ فرمایا دنیا میں ہر چیز کا خاتمہ تو ہو ہی جاتا ہے ہم اس ایک فعل پر ہی بھروسہ نہیں کرتے ہم تو خدا پر توکل کرتے ہیں اصل محبت دین ہی کی محبت ہے ابتدا سے عادۃ اللہ اسی طرح جاری چلی آئی ہے صحابہ نے جب اسلام قبول کیا اور دین سے پیار کیا تو اپنے رشتہ داروں کو جو دین کے دشمن تھے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا ہمارے مخالف اگر تقوی سے کام لیتے

تو ہمارے معاملہ میں صبر سے دیکھتے اور غور کرتے۔ نذیر حسین کفر کے فتوے سے انکار کر دیتا کیونکہ وہ قرآن میں فلما توفیتنی اور انی متوفیک پڑھتا ہتا اور پھر اُسے معلوم تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو معراج کی رات میں مردوں میں دیکھا اور اُسے معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اسپر اجماع ہوا۔ صوفیوں کا بھی یہی مسلک ہے غرض جسقدر دلائل اطمینان کے لیے ضروری تھے وہ وفات مسیح پر موجود تھے اور اُسے معلوم تھے مگر اپنے قوم اور برادری کو حق کے لیے چھوڑنا نہ چاہا۔ پر حق کو چھوڑ دیا

۳۔ فرمایا اسلام کے غلبہ اور فتح کی جو راہ خدا تعالیٰ نے ہمکو دکھائی ہے اور جو زبردست ہتھیار ہمکو بتایا گیا ہے وہ کسی دوسرے کے خواب و خیال میں بھی نہیں ان حجرہ نشین ملانوں میں یہ فراست کہاں؟ انکو اتنا معلوم نہیں کہ جب ان کے اکابر مہدی سے منکر ہوتے ہیں تو مسیح کہاں اُترے گا جسکو اتر کر مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرنی تھی۔

دربار شام

۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء

عصمت انبیا حضرۃ حجۃ اللہ آج کل عصمت انبیا پر ایک مضمون لکھ رہے ہیں جو اس مضمون کا تتمہ ہے جو پہلے میگزین میں شائع ہو چکا ہے۔ ہمارا قیاس ہے کہ ۱۹۰۳ء کی جنوری کے نمبر میں غالباً یہ مضمون شائع ہو۔ بہر حال اسی مضمون پر مختصراً ذکر فرماتے رہے ہم ان نوٹس کو مرتب کر کے ناظرین کے سامنے پیش کر دیتے مگر ہماری رائے میں یہ طریق شاید مفید نہیں ہے کیونکہ ادھورے اور ناکمل نوٹ مزہ نہیں دے سکتے اور اصل مضمون کے لطف کو کم کر دیتے اس لیے ہم ناظرین کو میگزین کے اس نمبر کے انتظار کا شوق دلاتے ہیں جس میں یہ مضمون شائع ہو۔ البتہ اسقدر کہنا ضروری ہے کہ یہ مضمون حضرت حجۃ اللہ نے بالکل نرالی طرز پر لکھا ہے اور وہ اسطرح پر اختیار کیا گیا کہ آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر اعتراضات یہ ظالم طبع نکتہ چین کرتے ہیں اور گناہ دکھلاتے ہیں اسی قسم کے واقعات مسیح کی زندگی میں دکھائے گئے ہیں مثلاً کہتے ہیں آدم نے گناہ کیا کہ اس نے گندم کا دانہ کھایا اس کے بالمقابل دکھایا گیا کہ مسیح نے سبت کے دن غیر لوگوں کی ملکیت کے کھیت میں سے خوشے توڑ کر کھائے اور وہ کھیت ان کے نہ تھے کیونکہ انھوں نے دوسری جگہ صاف اقرار کیا ہے کہ لومڑیوں کے لیے ماندیں اور ہوائی پرندوں کے لیے بسیرے مگر ابن آدم کو جگہ نہیں کہ اپنا سر دھرے آدم کا گناہ تو نہ تھا کیونکہ لم نجد له عزما یعنی ہم نے اسکا ارادہ نہیں پایا موجود ہے مگر خوشے تو عمداً و ارادۃً توڑے گئے۔ ایسا ہی حضرت نوح پر مثلاً اعتراض کرتے ہیں کہ انھوں نے یہ خلاف ورزی کی کہ کہا گیا تھا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون ظالموں کے بارہ میں مجھ سے کچھ نہ کہنا وہ غرق کیے جاویں گے۔ مگر انکو یہ معلوم نہیں کہ یسوع ساری رات رو رو کر خدا کے قرار دادہ اپنی پیش کردہ مسئلہ کفارہ کے خلاف دعا کرتا رہا۔ اور ایسے اضطراب اور گھبراہٹ کے نشان دکھائے کہ جسکی حد نہیں۔ یہ کیا ہوا علاوہ بریں مسیح کی سی سالہ زندگی کے واقعات تو دکھاؤ۔ شراب جو ام الجرائم اور ام الخبائث ہے وہ استعمال کرتے رہے اور بعض نامحرم اور بد وضع عورتوں کے ساتھ پھرتے رہے غرض اسطریق پر آپ نے اس سوال کو حل کرنا چاہا ہے سلطان القلم کے قلم سے جن الفاظ اور صورت پر یہ مضمون ادا ہوگا وہ تو ایک اعجاز ہوگا

شراب فرمایا جس مذہب کی بنا شراب پر ہو اسمیں تقوی کیونکر ہو عشاء ربانی جو عیسائی مذہب کی ایک بڑی اصل ہے اسمیں شراب کا ہونا لازمی امر ہے پھر اسکے ماننے والے کہاں اجتناب کر سکتے ہیں پھر جبکہ خداوند یسوع کا نمونہ یہی ہو۔ شراب چھوڑنے کی ایک صورت ہے کہ جبل تانوں کے ذریعہ اصلاح کیا جاوے۔ ایک اور تعجب کی بات ہے کہ مسیح کا نمونہ یہ تھا۔ شراب نہیں پیتا تھا پھر انھوں نے کیوں شروع کی۔

شراب کی حرمت کا صرف اسلام نے ہی حکم دیا ہے یہ لوگ صرف اتنا اعتراض کر سکتے ہیں کہ اوائل میں یہ حکم نہ تھا بلکہ مدینہ طیبہ میں ہوا۔ یہ اعتراض بیہودہ اور لغو ہے کیونکہ جب کہ ابھی وحی اُتر رہی تھی اور قوم نہ بنی تھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تبلیغ کر رہے تھے پھر اگر آخر وقت تک حکم نہ دیا جاتا تو اعتراض کر سکتے مگر جب اسلام نے حرام کر دیا پھر اعتراض کیوں؟۔

خلافت راشدہ کی کامیابی مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی لاجواب کتاب خلافت راشدہ کی قبولیت کے لیے جسقدر خطوط ہند کے مختلف اطراف سے آئے اور باہر سے آتے ہیں انکی تعداد بہت زیادہ ہے مگر افسوس کہ مخالف بجائے خود جواب دینے کی گدی گالی بیزبر اُتر آئے مولوی عبد الکریم صاحب نے حائری لاہوری کا ذکر کیا کہ ایک چھوٹا سا رسالہ اس نے لکھا ہے بجز سب و شتم کے اور کچھ نہیں کہا اور سبابات پر زور دیا ہے کہ شیعہ سنی ایک ہیں سب متفق ہیں اب بجز اسی گروہ کی مہدویت کی تردید کے اور کوئی کام مت کرو۔ مگر کیا اس نے خارجیوں کو بھی ملا لیا تھا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہمکو خدا نے اسی لیے مامور کیا ہے کہ جو عاجز بندوں کی شانیں بڑھائی گئی ہیں انکو گرا کر اصل مرکز پر لایا جاوے۔ اور شرک دور ہو اور یہ قاعدہ کی بات ہے جب یہ بڑھائی ہوئی شان ٹوٹ گئی تو مذہب خود ٹوٹ گیا۔

اپنے حقوق کی حفاظت ایک رئیس کو کسی حاکم سے ملنے کی ضرورت پر فرمایا کہ ہم ایسی گوشہ ۔۔۔ تو شوق سے اس کے بیان کرنے کے لیے طیار رہنا چاہیے۔ باقی آئندہ ان شاء اللہ تعالے

یہ خط کیون لکھے ہیں مندرجہ بالا دونون مخطوط رجسٹری کرا کر اس غرض سے بھیجے گئے تا وہ اصل راز کھلجائے جو حافظ محمد یوسف کے اس اشتہار اور شحنہ ہند کے ایڈیٹر کے خط کی تہ مین مرکوز تھا - اور ان کا جھوٹ معلوم ہو ندوہ کے سکرٹری سے ان لوگون نے کوئی مشورہ اور اجازت حاصل نہین کی تھی اور بدون استشارہ اس قسم کے اشتہار شائع کرنا نہ صرف اپنی ہی سبکی کرنا تھا بلکہ ندوہ کو بھی بدنام کرنا ان نادان دوستون کی دوستی کا نتیجہ تھا +

بہر حال ہمارا مطلب یہ تھا کہ تا اصل حال معلوم ہو جاوے + اور پبلک کو دکھا سکین کہ یہ لوگ جو مسلمانون کی اصلاح اور فلاح کے مدعی اور حامی نو مسلمانان نام کی انجمنین بنا کر مسلمانون کی مفلوک الحال قوم پر ٹیکس کے بوجھ ڈالتے ہین ان کی یہ حالت ہے - حافظ یوسف اور شحنہ ہند کے ایڈیٹر اور ان کے ایمان و انصاف کیغرض ایسے اشتہارون اور خطون سے جو انہون نے شائع کئے یا بھیجے فقط یہ تھی کہ وہ پبلک کو مغالطہ مین ڈالین اور سلسلہ عالیہ کی توہین کرین مگر انہین نہین معلوم کہ خدا کے مقتدر اپنے برگزیدہ خلیفۃ فی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کر چکا ہے **انی مہین من اراد اہانتک** -

ہماری فرودگاہ غرض یہ خطوط روانہ کر چکنے کے بعد ہم سب احباب ایک گاڑی پر سوار ہو کر اخویم ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کے مکان کو روانہ ہوئے • خاکسار ایڈیٹر نے شرکت جلسہ کے لئے اپنے امیر جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی سے اجازت لی اس لئے وہ راستہ ہی میں گاڑی سے اتر گیا اور باقی احباب فرودگاہ پر پہونچے - امرتسر کی جماعت احمدیہ نے جس اخلاص اور محبت اور اخلاق کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کیا اور تین دن تک جس طرح اس نے ہماری خدمت کی اسکا تذکرہ ہم الگ کرین گے +

ندوہ کا پنڈال سر دست ہم اپنے ناظرین کو ندوہ کے پنڈال مین لیجانا چاہتے ہین اس لئے ہم ہال بازار سے اتر کر اسلامیہ سکول کے احاطہ مین پہونچے جو کنہیا لال کے مشہور و معروف تھیٹر ہال کے جوار مین بنایا گیا ہے اسلامیہ سکول کی بلڈنگ بڑی عالیشان عمارت ہے جو امرتسر کی انجمن اسلامیہ کی سعی اور محنت کا نتیجہ ہے • اسکے وسیع احاطہ مین ندوہ کے اجلاس کیلئے پنڈال بنایا گیا تھا اور بورڈنگ ہوس اور سکول کی عمارت مہمانون کی فرودگاہ بنائی گئی تھی - اس پنڈال کے مختلف دروازے تھے جہان ٹکٹ دیکھنے والے کھڑے تھے اور پنڈال مین سامعین - علماء کرام اور ایڈیٹرون اور اراکین وغیرہ کی علیحدہ علیحدہ نشست گاہین تھین +

علماء کی نشست گاہ اور تصویرون کے پردے علماء کی نشستگاہ کے لئے ایک پلیٹ فارم بنایا گیا تھا اور جس دروازے سے علماء کرام کو داخل کیا جاتا تھا اس پر جو پردے خوبصورتی کے لئے لگائے گئے تھے ان پر **چڑیون کی تصویرین تھین** ہم نے ان پردون کو خوب غور سے دیکھا اور ہم کہہ سکتے ہین کہ غالباً ان علماء کرام مین جو مختلف حصص ملک سے جمع ہوئے تھے کسی ایک نے بھی اس امر کا نوٹس نہین لیا کہ بجالیکہ وہ تصویر کو حرام قرار دیتے ہین (گو ہمارے نزدیک تصویر کی حرمت نسبتی ہے) لیکن انجمن اسلامیہ امرتسر نے خوب کیا کہ ان کو تصویرون کے سایہ مین جگہ دی تاکہ آیندہ ان کو تصویر کے متعلق کچھ کہنے کا موقع نہ ملے - یہ خدا تعالےٰ ہی کا ایک فعل تھا جو اس رنگ پر سرزد ہوا اور ان جوش مضمون کو باطل کر دیا جو ہمارے سید و مولےٰ امام حضرت اقدس مسیح موعود کی تصویر پر جو اہل یورپ پر اتمام حجت کے لئے اور تبلیغ کے لئے لی گئی تھی اعتراض کرتے تھے ان کی دیانت تقویٰ اور خدا ترسی کا تقاضا تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ اس پنڈال سے لاحول پڑھتے ہوئے بھاگتے مگر وہ کاویکیون کی نشست نہین کچھ ایسی بھائی کہ ان **تصویرون** کا خیال تک نہ رہا -

پہلا اجلاس بہر حال پہلا اجلاس ۹ - اکتوبر کو صبح کے ساڑھے سات بجے شروع ہوا - ہم پہلے اجلاس کے اختتام پر پہونچے تھے اس لئے ہم اس کی کوئی کاروائی اپنی چشم دید نہین لکھ سکتے - مختصر جو کچھ لکھین گے وہ سماعی ہے +

ندوہ اور قرآن شریف یہ امر ہندوستان کی اسلامی دنیا مین غالباً نہایت ہی تعجب سے دیکھا جاوے گا اور ہم دعوے سے کہتے ہین کہ ندوہ اور اس کے حامی اس بات کا ہرگز کوئی جواب نہین دے سکتے کہ ندوۃ العلماء کے کل تین دن کے ساڑھے سولہ گھنٹہ کے اجلاس مین قرآن شریف کے لئے زیادہ سے زیادہ ۴۰ منٹ دیئے گئے اور وہ بھی تبرکاً ہر جلسہ کے شروع مین ۵ منٹ پڑھا جاتا تھا یہ نہین کہ قرآن شریف کی عظمت اور جلال ظاہر کیا جاتا اور اس کے حقایق و معارف سے اس کی محبت عمل کے لئے مسلمانون کے دل مین بٹھائی جاتی نہین بلکہ ایک شخص اٹھتا اور اپنے عجیب و غریب لہجہ سے قرآن شریف کی چند آیتین پڑھ دیتا اور سننے والون کو یہ کہنے کا موقع دیتا کہ اس قسم کی قران خوانی بیری رونق مسلمانی کی مصداق ہے -

حقیقت مین ندوۃ العلماء کے اجلاس مین قرآن شریف پر اسقدر عدم توجگی ایک ناقابل عفو غلطی ہے جس کا بہت ہی برا اثر مسلمانون پر پڑے گا -

اور ہم جیسا کہ ندوہ کی تقریرون پر ریمارک کرتے ہوئے دکھائین گے قرآن شریف کیطرف بہت ہی کم التفات کیگئی ہے • بہر حال یہ ایک ضمنی بات تھی جس پر ہم شرح و بسط کے ساتھ دوسری جگہ اسی سلسلہ مین بحث کرین گے +

شیخ غلام صادق صاحب کا خیر مقدم تبرکاً جب پانچ منٹ تک قرآن شریف کی تلاوت ہو چکی تو شیخ غلام صادق صاحب رئیس امرتسر خیر مقدم کے لئے سٹیج پر آگئے اور انہون نے رو سا امرتسر کیطرف سے خیر مقدم پڑھا جس مین اول ندوۃ العلماء کا رسمی شکریہ تھا اور پھر اس مغائرت کا ذکر جو علماء اور ابنائے زمان (تعلیم یافتہ پارٹی) مین تھی علماء کی تعریف کرتے ہوئے شیخ غلام صادق صاحب نے ایک عجیب فقرہ بیان فرمایا جسپر ہم ریمارک کرنا ضروری سمجھتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے آپ کو بغیر کسی استثناء کے علماء کرام کے خاکپا سمجھتے ہین ان کو اپنے دین کے پیشوا اور دین کے حافظ سمجھتے ہین اگر وہ نہ ہوتے تو مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب اس وقت کی حالت ہوتی ہوتی "

حفاظت اسلام اس مین شک نہین کہ علماء ربانی جن کی شان ہے انما یخشے اللہ من عبادہ العلماء دین کے خادم ہوتے ہین لیکن موجودہ علماء زمان جنکو ہمارے شیخ صاحب خطاب کر رہے ہین ان کو حافظ دین کہنا ایک خطرناک غلطی ہے اور بیجا خوش اعتقادی کی بات ہے - ورنہ ہم پوچھتے ہین کہ خدا تعالےٰ نے جو انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون کا وعدہ فرمایا ہے اور اسکی رو سے وہ خود حافظ دین ٹھہرا ہے یا وہ جسکو خود حافظ دین مقرر کرے کیا ان علماء مین سے کوئی ایک بھی ہے جو اس دعوے کیساتھ کہہ سکے کہ ہان **خدا تعالےٰ نے مجھے دین کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے** ؟ ہم دعوے سے کہین گے کہ ایک بھی نہین اور علاوہ برین یہ لوگ حفاظت کیا کرین گے جبکہ انہون نے اس قسم کے معتقدات بنا رکھے ہین جو اسلام کی حفاظت کی بجائے نصرانیت کی حفاظت کر رہے ہین مثلاً حضرت مسیح کی نسبت یہ روا رکھنا کہ وہ اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر بیٹھے ہین اور حوادث زمانہ کا ان پر کوئی اثر نہین اور بالمقابل زندہ نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ ماننا کہ وہ مدینہ طیبہ کی خاک مین سو گئے ہین وہ آسمان پر زندہ نہین اٹھائے گئے - یا مثلاً یہ اقرار کرنا کہ صرف مسیح ابن مریم ہی مس شیطان سے پاک ہے اور کوئی نہین یا مثلاً یہ ماننا کہ روح القدس کے معنے وحی ہین یا مثلاً اس قسم کا عقیدہ رکھنا

خطبۂ نکاح

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب

سلمہ اللہ الاحد

گذشتہ اشاعت سے آگے

ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ

پھر عظیم الشان اصولوں میں سے یہ اصل بتائی گئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود - محبوب اور مطاع نہ بناؤ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا آنکھ سے بدنظری کرتا ہے یا نہیں ہے کان سے حرص وہوا کی باتیں سنتا ہے یا نہیں - ناک کے خیال سے تکبر اور فضول خرچیاں کرتا ہے یا نہیں ؟ پھر زبان - ہاتھ - پاؤں غرض کل اعضاء فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہیں یا نہیں ؟ مختصر یہ کہ کوئی خوف اور امید اگر مخلوق سے ہے تو سمجھو کہ لا الہ الا اللہ کے مضمون سے بے خبری ہے یا بے پروائی ہے - لا الہ الا اللہ کو ماننے والا کسی کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا نہیں ہو سکتا اور نہ رکوع سجود کر سکتا ہے ایسا ہی مخلوق کے لئے نہ قربانی دے سکتا ہے اور نہ اپنے مال کا ایک مقرر حصہ مخلوق میں سے کسی کے لئے الگ کر سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالے کے لئے الگ کرنے کا حکم ہے بلکہ ساری باتوں میں وہ اپنا معبود مسجود اللہ ہی کو مانتا ہے اور اپنی امید وبیم کو اسی سے وابستہ کرتا ہے - ہر ایک کام اس کی رضا کے لئے کرتا یا ترک کرتا ہے کھاتا اس لئے ہے کہ کلوا کا حکم ہے اور پیتا اس لئے کہ اشربوا کا حکم ہے بیوی سے معاشرت کرے تو اس لئے نہیں کہ طبعی تقاضا ہے بلکہ اس لئے کہ عاشروھن بالمعروف کا حکم ہے اور اس لئے وابتغوا ما کتب اللہ لکم کا ارشاد ہے اس سے نیکی کے کاموں میں پہلا جزو پیدا ہوگا جسکو اخلاص کہتے ہیں - پھر ان ساتھ کاموں میں صواب ہو اور یہ تب حاصل

م نہ بناؤ - اللہ وہ ذات کامل ہے جو ہر نقص سے منزہ اور ہر خوبی سے موصوف ہے اللہ تعالے کو اپنا معبود - محبوب - اور مطاع

ہو سکتا ہو کہ ساری الٰہی رضامندیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور حکم کے نیچے ہوں کیونکہ وہ کامل انسان اللہ تعالے کا سچا پرستار بندہ تھا اور ہماری اصلاح کے لئے اللہ تعالے نے آپ کو مبعوث فرمایا - ان کے سوا الٰہی رضا ہم معلوم نہیں کر سکتی اور اسی لئے فرمایا :-

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

جس طرح پر اس نے اپنے غیب اور اپنی رضا کی راہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ظاہر کی ہیں اسی طرح پر اب بھی اس کی **غلامی** میں وہ ان تمام امور کو ظاہر فرماتا ہے - اگر کوئی **انسان** اس وقت ہمارے درمیان آدم - نوح - ابراہیم - موسے عیسے - داؤد - **محمد** احمد ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے سے ہے اور آپ ہی کی چادر کے نیچے ہو کر ہے کوئی راہ اگر اس وقت کھلتی ہے اور کھلی ہو تو وہ آپ میں ہو کر ورنہ یقیناً یقیناً سب راہیں بند ہیں کوئی شخص براہ راست اللہ تعالے سے فیضان حاصل نہیں کر سکتا - اگر کوئی اس وقت یہ کہے کہ :-

من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

اور پھر وہ ہمارا مقتدا اور امام اور مطاع بننا چاہے تو یاد رکھو کہ وہ ہمارا امام اور مقتدا ہرگز نہیں ہو سکتا ہمارا مقتدا اور امام وہی ہو سکتا ہے جو **ولیکن میغزائے بر مصطفےٰ** پر عمل کرنے کی ہدایت کرتا ہو اور **غلام احمد** ہو - غرض ہر ایک نیکی نیکی تب ہی ہو سکتی ہے جب وہ اولاً اللہ تعالے ہی کے لئے ہو اور پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے نیچے ہو *

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ - الآیۃ :-

یہ ایک آیت شریف ہے جس سے ایک سورۃ کا ابتدا ہوتا ہے اور ایسے خطبوں کے وقت اس کا پڑھا جانا مسلمانوں میں مروج ہے وہ اس آیت کو ضرور پڑھتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ساری سورۃ کی طرف گویا متوجہ کیا گیا ہے جس میں میاں بیوی کے متعلق حقوق کو بیان کیا گیا ہے اور تفاؤل کے طور پر اسکی ابتدا کو پڑھتے ہیں تاکہ سعادتمند لوگ ایسے تعلقات پیدا کرنے سے پہلے اور بعد ان امور پر نگاہ کر لیا کریں جو اس سورۃ میں بیان ہوئے ہیں

وہ تعلق جو میاں بیوی میں پیدا ہوتا ہے بظاہر وہ ایک آن کی بات ہوتی ہے - ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی دی اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے لی - بظاہر یہ ایک سکنڈ کی بات ہے مگر اس ایک بات سے ساری عمر کے لئے تعلقات کو وابستہ کیا جاتا ہے اور عظیم الشان ذمہ داریوں اور جوابدہیوں کا جوآ میاں بیوی کی گردن پر رکھا جاتا ہے - اس لئے اس سورۃ کو **یا ایھا الناس** سے شروع کیا ہے کوئی اس میں مخصوص نہیں ساری مخلوق کو مخاطب کیا ہے - مومن - متقی - مخلص - اصحاب الیمین غرض کوئی ہو کسی کو الگ نہیں کیا بلکہ **یا ایھا الناس** فرمایا الناس جو انس سے تعلق رکھتا ہے وہ انسان ہے انسان جب انس سے تعلق رکھتا ہو تو سارے انسوں کا سرچشمہ میاں بیوی کا تعلق اور نکاح کا انس ہے اسکے ساتھ اگر ایک اجنبی لڑکی پر فرائض کا بوجھ رکھا گیا ہے تو اجنبی لڑکے پر بھی اس کی ذمہ داریوں کا ایک بوجھ رکھا گیا ہے اس لئے اس تعلق میں **ہاں** نازک تعلق میں بہت سی نئی ذمہ داریوں اور فرائض کو پیدا کرتا ہے کامل انس کی ضرورت ہے جسکے بغیر اس بوجھ کا اٹھانا بہت ہی ناگوار اور تلخ ہو جاتا ہے لیکن جب وہ کامل انس ہو تو اسکے پاک رحمت اور فضل انسان کے شامل حال ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں - غرض اس تعلق کی ابتدا انس سے ہونی چاہیئے تاکہ **دو اجنبی** وجود متحد فی الارادہ ہو جائیں اس لئے **یا ایھا الناس** کہہ کر اسکو شروع فرمایا اور دوسری آیت **یا ایھا الناس اتقوا ربکم** سے شروع ہوتی ہے -

لوگو ! تقوے اختیار کرو -

تقوی عظیم الشان نعمت اور فضل ہے حصے لے - انسان اپنی ضروریات زندگی میں کیسا مضطرب اور بیقرار ہوتا ہے خصوصاً رزق کے معاملہ میں لیکن متقی ایسی جگہ سے رزق پاتا ہے کہ کسی کو تو کیا معلوم ہوتا ہے خود اسکے بھی وہم وگمان میں نہیں ہوتا **یرزقہ من حیث لا یحتسب** پھر انسان بسا اوقات بہت قسم کی تنگیوں میں مبتلا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالے متقی کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے جیسے فرمایا **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا** + انسان کی سعادت اور نجات کا انحصار علوم الٰہیہ پر ہے کیونکہ جبتک کتاب اللہ کا علم ہی نہو وہ نیکی اور بدی اور احکام

رب العالمین سے آگاہی اور اطلاع کیونکر پا سکتا ہے مگر تقوے ایک ایسی کلید ہے کہ کتاب اللہ کے علوم کے دروازے اسی سے کھلتے ہین اور خود اللہ تعالے متقی کا معلم ہو جاتا ہے و اتقوا اللہ یعلمکم اللہ انسان اپنے دشمنوں سے کسقدر حیران ہوتا اور ان سے گھبراتا ہے لیکن متقی کو کیا خوف؟ اس کے دشمن ہلاک ہو جاتے ہین۔

ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ اللہ تعالے سے دوری اور بُعد ساری نامرادیوں کی جڑ اور ناکامیوں کی اصل ہے مگر متقی کے ساتھ اللہ تعالی ہوتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا و الذین ہم محسنون۔ تقوے ایسی چیز ہے جو انسان کو اپنے مولے کا محبوب بناتی ہے فان اللہ یحب المتقین + تقوے کے باعث اللہ تعالے متقی کے لئے کتفی ہو جاتا ہے اور اس سے ولایت ملتی ہے ان اللہ ولی المتقین۔ پھر تقوے ایسی چیز ہے کہ دعاؤن کو قبولیت کے لائق بنا دیتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین۔ بلکہ اسکے ہر فعل مین قبولیت ہوتی ہے۔

غرض تقوے جیسی چیز کیطرف توجہ دلائی ہے اور تقوے نام ہے اعتقادات صحیحہ اقوال صادقہ۔ اعمال صالحہ۔ علوم حقہ۔ اخلاق فاضلہ۔ ہمت بلند۔ شجاعت۔ استقلال۔ عفت۔ حلم۔ قناعت۔ صبر کا حسن ظن باللہ تواضع۔ صادقون کے ساتھ ہونیکا۔

پس یہ تقوے اپنے رب کا اختیار کرو رحیم مین بتایا ہے کہ وہ تمہین کمالات بخشنے والا ہے ادنے حالت سے اعلیٰ حالت تک پہونچانیوالا ہے اسکے متقی بنو۔

مخلوق کی نظر کا متقی نہین اگر انسان مخلوق کی نظر مین متقی بنتا ہے لیکن آسمان پر اسکا نام متقی نہین تو یاد رکھو اسکے لئے اللہ تعالے کا فتوے ہے ماہم بمومنین۔ ایک غلط خیال عام لوگون مین پھیلا ہوا ہے مین چاہتا ہون کہ اس کو بھی دور کر دون اور وہ یہ ہے کہ لوگون نے سمجھ رکھا ہے کہ دین پر عملدرآمد کرنا انسان کی مقدرت سے باہر ہے اور یہ شریعت گویا کہنے کی ہے کر نیکی نہین اسپر عمل نہین ہو سکتا۔ یہ بدی عام پھیلی ہوئی ہے اور اس نے بہت بڑا حصہ مخلوق کا تباہ کیا ہے در اصل اس قسم کے حیلے شریرون نے اپنی بدیون کو چھپانیکے لئے تراشے ہوئے ہین مگر مین یقیناً کہتا ہون کہ یہ بدی اور بدخیالی اللہ تعالے پر سوء ظن سے پیدا ہوئی ہے کہ انسان کہلا سکا اور کہے کہ شریعت کی پابندی نہین کر سکتے۔ اور فرایض اور سنن ادا نہین ہو سکتے یہ بڑی بدقسمتی ہے اسی ایک بدی نے ایک قوم کو تباہ کر دیا اور اس نے شریعت کو نعوذ باللہ لعنت کہدیا + یعنے عیسائیون کی قوم نے شریعت کو بالکل الگ رکھدیا یہ شیطانی وسوسہ تھا اور شیطان اپنر غالب آیا + پس ایسی باتون اور خیالون سے پرہیز کرو۔ مین نے ایک ایسے ہی خطبہ مین دیئے نکاح کے خطبہ مین) جو اگلے روز مجھے پڑھنا پڑا اور اسی طرح صادق امام کے حضور مین پڑھا) اس امر پر زور دیا تھا اور یہ میرا ایمان ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسی طرح ہو اور مین خدا تعالے کے فضل اور تائید سے ایسا کرنا چاہتا ہون) کہ لوگ اپنے امام کی سچی اتباع کرین اور اسکے احکام کی تعمیل کو اپنی خواہشون پر مقدم کر لین بعض بدقسمتون نے میری ان باتونکو سن کر یہی نتیجہ نکالا کہ یہ صرف کہنے کی باتین ہین باہر عمل کرنا مشکل ہے مین کھولکر کہتا ہون کہ خطرناک بدظنی ہے جو ایک مومن کی نسبت کیجاوے اسکا محاسبہ اللہ تعالے کے حضور دینا پڑیگا + (باقی آیندہ)

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط

جناب نواب فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـــــ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ ربہ۔

السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اخویم مولوی عبد الکریم صاحب نے آپکا خط مجھ کو سنایا باعث مسرت اور خوشی ہوا ابتدا سے میری فراست یہ کہتی ہے کہ آپ مین ایک خاص سعادت اور رشد کا اسلامی مادہ ہے کہ وہ باوجود کشاکش دنیوی مشاغل کے میری طرف کھینچتا رہتا ہے میری دعا ہے کہ خداوند قدیر اس مبارک مادہ کو بہت نشوونما بخشے اور آپ کی عمر اور سعادت مین بہت سی برکت دیکر آپ کے ہاتھ سے بڑے بڑے روحانی کام کرا دے مجھے ایسے مردون میدان کی بہت ضرورت ہے جو اسی پر آشوب زمانہ مین طریق مستقیم پر دین کی نصرت کرین اور وہ جلال جو اسلام مدت سے کھو بیٹھا ہے اسکو باز آمد کیلئے اپنی تمام کوشش اور تمام اخلاص سے زور لگاوین۔ یہ مختصر زندگی بہر حال ختم ہو جاویگی وہ لوگ بھی نہ رہین گے جو اسلام کو اعلیٰ مقاصد صرف اسیقدر سمجھتے ہین جو یہ قوم جو مسلمان کہلاتی ہین اہل یورپ کے دوش بدوش ہو جائین اور انکا اقبال اور صنعات اور چال چلن سے پورا حصہ لے لین۔ اور نہ وہ لوگ رہینگے جو اسلامی روحانیت کو قائم کرنے کیلئے دنرات خداوند جلیل کے سامنے روتے ہین مگر مین جانتا ہون کہ موخر الذکر لوگ بہت مبارک ہین اور مین یقین رکھتا ہون کہ اگر پہلے سے اسلام مین ایسی ہی ذریت ہوتی کہ وہ یورپ سے مشابہت پیدا کرنیکے عاشق ہوتے تو کبھی سے اسلام کا خاتمہ ہو جاتا۔ ہم اس بات سے نہین روکتے کہ حد اعتدال تک دنیا کی لیاقتین حاصل کیجائین مگر ہم دعا کرتے ہین کہ خدا نہ کرے کہ مسلمانون پر وہ دن آوے کہ انکے مردون اور عورتون کی ایسی زندگی ہو جیساکہ عام اہل یورپ مثلاً خاص لنڈن اور پیرس مین نمونہ پایا جاتا ہے چونکہ زمانہ اپنی تاریکی کی انتہا تک پہونچگیا ہے اسلئے اکثر لوگونکی آنکھوں سے اسلامی خوبیان مخفی ہو گئی ہین۔ وہ چاہتے ہین کہ یورپ کے قدم بقدم چلے یہانتک کہ حکم قرآنی :- قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم کو بھی الوداع کہکر اپنی پاکدامن عورتونکو یورپ کی ان عورتون کی طرح بنادین جنکو نیم بازاری کہہ سکتے ہین۔ آپکی ملاقات کا بہت شوق ہے خدا جلد نصیب کرے + والسلام خاکسار مرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس خلیفۃ اللہ فی الارض مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام خدا کے فضل وکرم سے مع جمیع پسران اہل بیت سمیت خیریت سے ہین اور نزول المسیح کی تصنیف کے علاوہ عصمت انبیاء پر ایک مضمون لکھ رہے ہین۔

۲- حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب حکیم الامت بھی خدا کے فضل سے بخیر وخوبی خدمت دین متین مین مصروف ہین۔

۳- حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ اپنے رنگ مین خدمت دین مین مشغول۔ آجکل آپ خلافت راشدہ کے دوسرے حصہ کے متعلق نوٹ لکھ رہے ہین۔ ایک طرف سب وشتم کے مذہب کے حامی گالیون کے خطوط آپکے نام بھیجتے ہین اور دور دراز حصص ملک سے خطوط آتے ہین کہ خلافت راشدہ نے یہانتک فتح حاصل کی ہے کہ بعض خالی شیعون کو توبہ کرا دی۔ چنانچہ حال مین سمالی لینڈ سے ایک شیعہ کی توبہ کے متعلق ہمین ایک خط ملا ہے اور اسقدر قبولیت اسکو حاصل ہوئی ہے کہ پندرہ بیس ہی دن کے اندر پبلشر کو کتاب کی درخواستون کے عدم تعمیل کا نوٹس دینا پڑا۔

سب احباب توجہ کرین

حضرت مسیح کی قبر کی اشاعت کے متعلق اشتہار جس کا تذکرہ الحکم کے دو گذشتہ پرچون مین ہو چکا ہے چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ اس کی اشاعت کے متعلق حضرت اقدس کا یہ حکم تھا جسکو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب شائع کر چکے ہین کہ ہر ایک دوست ایک خاص تعداد اشاعت کے لئے اپنے ذمے لیلیوے۔ چنانچہ اسوقت تک چند ایک دوستون نے ایک ایک سو اشتہار کی اشاعت کے لئے رقوم میرے نام بھیجدی ہین۔ اور بعض دوستون نے پانچ پانچ روپیہ اور بعض نے حسب استطاعت کم رقوم دی ہین جن کی میزان اسوقت تک قریباً للعہ ہو چکی ہے مگر یہ کام زیادہ تحریک کو چاہتا ہے۔ آٹھ ہزار اشتہار کی اشاعت کے لئے قریباً تین سو روپیہ درکار ہے اگر اسی دوست ایک ایک سو اشتہار کی اشاعت اپنے ذمے لیوین تو یہ کام بہت جلدی بخوبی انجام پا سکتا ہے لیکن چونکہ اس کی بظاہر صورت جلد امید نہین ہو سکتی اس لئے تمام شہرون کی جماعتون پر لازم ہے کہ اس امر کی طرف توجہ کرین اور احمدی جماعت کی تمام ممبرونکو اس چندہ کے لئے تحریک کرین اور جسقدر جلدی ممکن ہو سکے رقوم فراہم کر کے خاکسار کے نام ارسال کرین کیونکہ اس اشتہار کا اب بہت جلدی شائع ہو جانا نہائت ضروری ہے اور اس کی اشاعت مین سوائے اشاعت کے سرمایہ کے جمع ہونے کے اور کوئی التوا نہین اسی اشتہار کی اشاعت مین احباب ایک اور طرح سے بھی مدد دیسکتے ہین اور وہ یہ ہے کہ کشتی نوح جو ایک عظیم الشان کتاب حضرت مسیح موعود ؑ کی تعلیم پر نکلی ہے اس کی کئی سو کاپیان اسی اشتہار کی اشاعت کی مد کے لئے علیحدہ کر دی گئی ہین تاکہ اگر چندہ سے پورا روپیہ جمع نہ ہو تو اسی فروخت کا روپیہ بھی اسی مد مین لگایا جاوے اگر ہمارے با وسعت احباب دو دو چار چار روپیہ کی کتابین خرید کر مفت تقسیم کرین تو وہ دوہرے ثواب کے مستحق ہون گے۔ کیونکہ اس فروخت کا روپیہ یا تو اشتہار کی اشاعت کے لئے خرچ ہوگا اور یا اگر اشتہار کی اشاعت کے لئے کافی سرمایہ چندہ کے ذریعہ ہو جاویگا تو یہ روپیہ نزول المسیح کے طبع یا اشاعت مین خرچ ہوگا جو احباب اس طرح پر بھی مدد دینا پسند کرین وہ کشتی نوح کے لئے درخواستین راقم کے نام بھیجین۔ قیمت فی جلد ۲/ آٹھ جلدون کے لئے صرف ایک روپیہ محصولڈاک فی جلد ۱/

خاکسار

محمد علی - ۲۹ - اکتوبر ۱۹۰۲ء

توسیع مکان کا چندہ

حضرت حجت اللہ علی الارض نے کشتی نوح کے آخر مین جو اعلان چندہ توسیع مکان کے لئے دیا ہے اسپر ہماری جماعت کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت چاہتے ہین کہ یہ مکان نومبر مین بالکل تیار ہو جاوے۔ یوگا فیوگا طاعون ملک مین بڑھ رہی ہے اور جس غرض کے لئے یہ مکان تیار کیا جاتا ہے وہ اسی صورت مین پوری ہو سکتی ہے کہ نومبر مین یہ عمارت ختم ہو دو ہزار روپے کا تخمینہ کیا گیا ہی جس مین قادیان کی جماعت مین سو روپے سے زائد چندہ ہو گیا ہے اب ۱۹۰۰ روپے کی ضرورت ہے جو دو ہفتہ کے اندر اندر ہونا ضروری ہی حضرت کے مقاصد کی تکمیل اور اپنے امام کے فرمان کی تعمیل مین شوق سے حصہ لینے والے احباب جلدی کرین چندہ مولوی عبدالکریم صاحب کے نام قادیان آنا چاہیئے اور کوپن منی آڈر پر چندہ توسیع مکان لکھدیا جاوے۔ مناسب سمجھا گیا تو الحکم کے ذریعہ بھی رسید ملتی رہے گی۔ یہ اطلاع حضرت اقدس کے حکم سے اور ایماء سے لکھی گئی ہے اس لئے اسکو معمولی تحریک نہ سمجھی جاوے۔

ہماری اپنی گذارش

جن احباب کے ذمہ الحکم کی کسی قدر بھی قیمت باقی ہے وہ اپنی جگہ الحکم کا وی پی لینے مین کوئی عذر نہین رکھتے ہون گے۔ نومبر کے آخر تک سنہ ۱۹۰۱ء کا سارا حساب بیباق ہونا چاہیئے اور اس وقت تک جب بقایا کی فردین تیار ہوئی ہین تو معلوم ہوا ہے کہ قریباً ایک ہزار روپیہ سنہ ۱۹۰۱ء کے آخر تک ہمارے خریدارونکے ذمہ مد بقایا مین ہین جبکہ بوجہ تعمیر دفتر الحکم ہماری قوم کا عزیز ترین خادم الحکم کئی سو روپیہ کا زیر بار ہے وہ اس کی ضرورتون کو محسوس کر کے اس کا واجب الطلب روپیہ کا وی پی لینے مین کوئی تامل نہ کرینگے یہ سلسلہ وی پی کا جاری ہے اگر کسی صاحب کو اپنے حساب مین کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت مین رکھکر تصفیہ کر لین مگر وی پی واپس نہ کرین جس سے مطبع کو دو چند زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ ہماری یہ آخری اطلاع صفائی حساب کے لیئے ہے الحکم کی ترقی اور بہتری کے لئے آئندہ کسی اشاعت مین ہم ایک سرکلر لیٹر انشاء اللہ شایع کرینگے +

ایڈیٹر

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی شایع ہوا۔

سلسلہ نری زبان تک ہی نہیں رہا۔ بلکہ قلم نے اس میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا ہے لاکھوں مذہبی رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ اسوقت مخالف مذاہب خصوصاً نصاریٰ کے جو حملے اسلام پر ہو رہے ہیں جو شخص ان حالات سے واقفیت رکھتا ہے اور اسے زیر سوچنے کا موقع ملا ہے تو وہ ان ضرورتوں کو دیکھکر بے اختیار ہو کر اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اسلام کیطرف زیادہ توجہ کرے جو شخص اسلام پر ان حملوں کی رفتار کو دیکھتا ہے تو وہ اس ضرورة کو محسوس کرتا ہے لیکن جسکو کوئی خبر ہی نہیں ہے وہ ان نقصانوں کی بابت کیا کہہ سکتا ہے جو اسلام کو پہونچ چکے ہیں۔ مسلمانوں نے نادان دوست کے رنگ میں اور غیر مذاہب والوں خصوصاً عیسائیوں نے دشمنی کے لباس میں۔ وہ تو یہی کہتا ہے کہ اسلام کا کیا بگڑا ہے؟ مگر اسے معلوم نہیں کہ اسلام کی ظاہری اور جسمانی صورت میں بھی ضعف آ گیا ہے وہ قوۃ اور شوکت اسلامی سلطنت کی نہیں اور دینی طور پر بھی وہ بات جو **مخلصین له الدین** میں سکھائی گئی تھی اسکا نمونہ نظر نہیں آتا ہے۔

اندرونی طور پر اسلام کی حالت بہت ضعیف ہو گئی ہے اور بیرونی حملہ آور چاہتے ہیں کہ اسلام کو نابود کر دیں ان کے نزدیک مسلمان کتوں اور خنزیروں سے بدتر ہیں انکی غرض اور ارادے یہی ہیں کہ وہ اسلام کو تباہ کر دیں اور مسلمانوں کو ہلاک کریں۔ اگر ایک بھی مسلمان کو ان ارادوں پر اطلاع ملے جو یہ لوگ اسلام کے خلاف رکھتے ہیں تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ ان کے تصور سے صدمہ ہی سے مر جاوے اب خدا کی کتاب کے بغیر اور اسکی تائید اور روشن نشانوں کے سوا انکا مقابلہ ممکن نہیں تھے

اور اسی غرض کے لیے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

دجال بھی کتاب ہی کا پیرو ہونا چاہیے ورنہ دجل کیا کیا۔ یہ تحریف کرتے ہیں پہلے حاشیہ پر لکھتے ہیں پھر ان لفظوں کو متن میں داخل کر لیتے ہیں اور اس طرح پر آئے دن انکی تحریف کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں جس میں انھوں نے انجیل کا ترجمہ نہیں کیا اور اپنے باطل عقیدوں کی اشاعت نہیں کی انھوں نے اپنی تحریروں اور رسالوں کے ذریعہ بہت بڑی نجاست اور گند کو پھیلایا ہے۔ انکی نیتیں اسلام کے لیے ہرگز بخیر نہیں ہے آدم سے لیکر اسوقت تک ایسے معنوی اور مختل پیدا نہیں ہوئے جیسی کہ یہ قوم ہے تو یہ قوۃ۔ شوکت جو آج انکو ملا ہے اور کسیکو نہیں میں پوچھتا ہوں کہ یہ قوم اسلام کے معدوم کرنے میں کسقدر کوشش کرتی ہے؟ اور کیا کیا طریق انھوں نے اختیار کیے ہیں؟ اور اپنے ارادوں اور کوششوں میں کہاں تک کامیابی اس نے حاصل کی ہے؟ اب اس سوال کا جواب سوچکر کوئی ہمیں بتائے کہ جب یہ عظیم الشان فتنہ اور اسلام کے لیے دشمن ہے تو پھر اس کی پیش گوئی بھی تو ضرور ہونے چاہیے تھی پھر وہ کہاں ہے؟ قرآن شریف میں **ولا الضالین** تو کہا اگر دجال کوئی الگ چیز تھی تو چاہیے تھا **ولا الدجال** بھی کہا ہوتا۔ **غیر المغضوب** اور **ولا الضالین** کے متعلق تمام مفسر متفق ہیں کہ ان سے یہودی اور عیسائی مراد ہیں جب پانچ وقت نمازوں میں ان فتنوں سے بچنے کے لیے دعا تعلیم کی گئی ہے کہ **الضالین** سے نہ کرنا اور نہ مغضوب قوم میں سے بنانا تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سب سے بڑا اور اہم فتنہ یہی تھا۔ جو ام الفتن کہنا چاہیے۔

اور باقی تو انکو جانے دو واقعات بھی تو کچھ چیز ہیں متشابہات کی بحث میں مت پڑو۔ مگر یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ پیشگوئیوں کے وہ معنے ہونے ہیں جو واقعات کی رو سے صحیح ثابت ہو جائیں۔ اب تیرہ سو برس گذر گئے اور محدثین کا اسپر اتفاق ہو گیا ہے کہ کوئی کشف اور الہام چودھویں صدی سے آگے نہیں جاتا۔ سب گویا بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی سے آگے نہیں خود عیسائی قوموں میں مسیح موعود کی بعثت کا وقت یہی سمجھا اور مانا جاتا ہے۔ اور مقررہ مشہور وہ محسوسہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں کہ آنے والے کے لیے یہی وقت ہے وہ علامات اور نشانات جو مقرر کیے گئے تھے سب اپنی اپنے وقت پر پورے ہو گئے **یاجوج ماجوج** بھی

مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ

کا نظارہ دکھا رہے ہیں اور **دجّال** بھی اپنے دجل اور فریب سے ایک عالم کو ہلاک کر رہا ہے مگر فرضی دجال جو مسلمانوں کے تخیل میں ہے اسکا ابھی نام و نشان نہیں۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ قرآن شریف میں تو لکھا ہوا ہے کہ

جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اور **اَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ** اور **وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ**

یعنی قیامت تک عیسائیوں کا وجود دیکھا جاتا ہے

لیکن یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود آکر عیسائیوں سے لڑائی کرے گا۔ میں کہتا ہوں کہ پھر وہ دجال کہاں گیا جس کی بابت کہتے ہیں کہ حرمین کے سوا اُسکا دخل ساری جگہ ہوگا۔ اس تناقض کا جواب ان کے پاس کیا ہے دجال تو کھوٹ کرنیوالا ہے اس لیے اسکے معنے تاجر کے بھی ہیں۔ سونے کا نام بھی دجال ہے اور شیطان کا بھی اصل یہی ہے کہ نصاریٰ کی قوم جو اسلام کی تخریب کے درپے ہے اور طرح طرح کے مشن قائم کرکے اسلام کو نابود کرنا چاہتی ہے اور حق و باطل میں التباس کرتی ہے اور اپنی کتابوں کی تحریف کرتی ہے یہی وہ گروہ ہے جسپر دجال کا اطلاق ہوا ہے کیونکہ دجال تو گروہ کا نام ہے اور جو فطور اس نے پیدا کیا ہے وہ عام طور پر محسوس ہو چکا ہے جو بازار اس کا یہاں گرم ہے وہ مصر اور دوسرے ممالک میں بھی ہو رہا ہے تو اب ایک دانشمند سوچے کہ اللہ تعالے نے جو فرضی دجال سے بچایا تو اس قریب تر آنیوالے آفت کا کوئی سامان نہیں کیا؟ اور اسکا ذکر تک بھی نہ کیا؟ یہ غلط ہے خدا نے ذکر کیا اور اس سے بچایا ہے ہمارے نزدیک یہی گروہ دجال ہے لغت میں گروہ ہی کے معنے ہیں یہی تحریف و تبدیل کرتے ہیں قرآن شریف کا اگر ترجمہ کرتے ہیں وہ بھی ایسا۔ اسلام کو معدوم کرنا اپنا فرض اور مدعا رکھتے ہیں۔ اگر یہ گروہ نرے پادریانہ رنگ میں ہی اسلام پر حملہ آور نہیں بلکہ فلسفیانہ رنگ میں بھی حملہ کرتا ہے اور اپنی ذریت کو ایسی طرز پر تعلیم دینا چاہتا ہے کہ اعمال میں سُست ہو جاویں۔ ناول ہیں تو اس طریق سے بھی انکو اسلام سے دور ہٹانا چاہتا ہے اور فسق و فجور کی زندگی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور تاریخ ہے تو اس رنگ میں بھی بداعتقادی اور بدظنی پھیلانے کا خواہشمند ہے غرض ہر پہلو سے اسلام سے بیزار کرانا چاہتا ہے اور یہ بات بالکل بدیہی ہے جو لوگ انکی پالیسی سے آگاہ ہیں اور ان کے مکائد اور اغراض کا علم رکھتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی مخالفت کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ شفاخانوں کے اجرا سے بھی یہی غرض ہے غرض جو پیرایہ اختیار کرتے ہیں اسمیں اسلام کی مخالفت اصل مدعا ہوتا ہے۔ اور ارتداد علّت غائی ہوتی ہے یہ اسقدر طریق لیے پھرتے ہیں کہ فرضی دجال کے وہم و خیال میں بھی نہ ہونگے۔

پھر بڑی غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن شریف نے ابتدا میں بھی انکا ہی ذکر کیا جیسے کہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پر سورہ فاتحہ کو ختم کیا اور پھر قرآن شریف کو بھی اسی پر تمام کیا کہ قل ھو اللہ سے کر قل اعوذ برب الناس تک غور کرو۔ اور وسط قرآن میں بھی انکا ہی ذکر کیا اور تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ کہا بتاؤ اس دجال کا بھی کہیں ذکر کیا جسکا ایک خیالی نقشہ اپنے دلوں میں بنائے بیٹھے ہیں۔ پھر حدیث میں آیا ہے کہ دجال کے لیے سورہ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھو۔ اسمیں بھی انکا ہی ذکر ہے۔ اور احادیث میں ریل کا بھی ذکر ہے۔ غرض جہانتک غور کیا جاوے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ امر ذہن میں آجاتا ہے کہ دجال سے مراد یہی نصاریٰ کا گروہ ہے

دابۃ الارض

دابۃ الارض کے دو معنے ہیں ایک تو وہ علما جنکو آسمان سے حصہ نہیں ملا وہ زمین کے کیڑے ہیں دوسرے دابۃ الارض سے مراد طاعون ہے۔ دابۃ الارض تاکل منساتہ قرآن شریف سے یہ ہی ثابت ہے کہ جب تک انسان میں روحانیت پیدا نہو یہ زمین کا کیڑا ہے اور طاعون کی نسبت بھی سب نبیوں نے پیشگوئی کی تھی کہ مسیح کیوقت پھیلے گی۔ تَکْلِمُ النَّاسَ تکلیم کاٹنے کو بھی کہتے ہیں اور خود قرآن شریف نے ہی فیصلہ کر دیا ہے اس سے آگے لکھدیا ہے کہ وہ اسلیے لوگوں کو کھائے گی کہ ہمارے ماموروں پر ایمان نہیں لائے۔

یہ غور کرنے کے مقام ہیں اب زمانہ قریب آگیا ہے اور لوگ سمجھ لیں گے۔ طاعون بڑا بھاری کتب مقدسہ اور احادیث میں مسیح موعود کا نشان ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ہوئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے جو کچھ طاعون کی نسبت فرمایا ہے اُسے میں نے مفصل لکھدیا ہے یہ میرا نشان ہے جسقدر اسکا تعلق پنجاب سے ہے دوسرے حصہ ملک سے نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہ اصل جڑ اس کی پنجاب میں مخفی ہے۔ سہارنپور وغیرہ میں جو لوگ اس سلسلہ کو بری نظر سے دیکھتے ہیں اسکی بڑی وجہ یہی ہے کہ پنجاب کیطرف سے تکفیر کا فتویٰ طیار ہوا ہے۔ اور پنجاب والوں نے بیشرمی کی ہے اور تہمتیں لگاکر بدنام کیا ہے۔

مگر اب جو یہ بلا آئی ہے سوچکر دیکھو تو دشمن اسی طریق سے مارے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو یہ خیال کرتے ہو کہ وہ زمین میں دفن ہوئے اور حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ عقیدہ کہ وہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور پھر یہ کہ مسیح مُردے زندہ کرتے تھے اور وہ خالق بھی اور انھوں نے پرندے بنائے۔ یہانتک کہ لاکھوں کروڑوں پرندے اب بھی موجود ہیں میں نے ایک اہل حدیث سے پوچھا کہ اگر دو جانور پیش کیے جاویں تو کیا آپ فرق کر سکتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ یہ مسیح کا ہے اور وہ خدا کا ہے اُس نے یہی کہا کہ اب رَل مِل گئے ہیں اسلیے تمیز نہیں ہو سکتی۔ پھر جب حضرت عیسیٰ کو خالق مانتے ہیں محیی مانتے ہیں عالم الغیب مانتے ہیں اور بقول ان کے قرآن میں انکی موت کا بھی کہیں ذکر نہیں تو پھر خدا بننے میں کیا شک رہا۔ تعجب کی بات ہے کہ وہی متوفیک کا لفظ حضرت مسیح کی نسبت آئے تو اس کے معنے ہوں جسم سمیت آسمان پر اُٹھانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آئے تو کہدیا جائے کہ اس کے معنے ہیں مرنا۔ اب غور کرکے بتاؤ کہ عیسائیوں کو کتنا بڑا موقع اور ہتھیار حملہ کرنے کا آپ دیدیا ہے۔ اگر عیسائی سوال کریں تو پھر ان کے پاس کیا جواب ہے؟ آپ نہ پڑھ سکیں گے کہ انی متوفیک یا فلما توفیتنی کیونکہ اس کے معنے

انھوں نے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے کیے ہیں پھر کس آیت سے انکی وفات ثابت کریں گے۔ اور خدائی کو باطل کریں گے۔

یقیناً سمجھو کہ ان ہتھیاروں سے ان پر فتح نہیں پا سکتے اپنر فتح اور کسر صلیب کے لیے وہی ہتھیار اور حربہ ہے جو **خدا نے مجھے دیا ہے** بیشک مسلمانوں کو اس کی پروا نہیں کہ اسلام پر کیا آفت آرہی ہے مگر خدا تعالیٰ کو پرواہ ہے جسکا باغ ہے اسکو پرواہ ہے اُسکا باغ کاٹا جاتا ہے اور جلایا جاتا ہے برباد کیا جاتا ہے **اُس کی غیرت نے اُس کی حفاظت کے لیے تقاضا کیا ہے اور اب ایک سلسلہ خود اُس نے قائم کیا ہے اور کوئی نہیں ہے جو اس کو روک سکے۔**

۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر فرمایا دل اللہ کے قابو میں ہیں جب تک وہ سمجھانے پر نہ آوے دل کب کھلتا ہے اور کان کب سنتے ہیں۔

۲- منجملہ اسلام کی بہتری کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بڑے آدمی دیندار ہو جائیں اور یہ وقت پر مقدر ہے۔

۳- مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ میں امرتسر میں شام کو گاڑی میں سوار ہو کر سیر کو گیا۔ اور میں نے یہ کہہ رکھا تھا کہ جہاں ان مخالفوں کا جلسہ ہو وہاں ذرا گاڑی کو آہستہ کر دیا جاوے چنانچہ ایک مقام پر مولوی ابراہیم اور کچھ اور لوگ بیٹھے ہوئے تھے جب وہاں سے گاڑی گذری تو ایک شخص چھوٹا سا اشتہار لایا کہ حیات وفات مسیح میں مباحثہ کر لیا جاوے میں نے اُسکو یہی جواب دیا کہ جو شخص اب بھی مسیح کی حیات کا قائل ہے اسکو ہم کَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا - کا مصداق سمجھتے ہیں وہ ہمارا مخاطب نہیں ہے۔

پھر مولانا صاحب نے یہ بھی عرض کیا کہ میں نے یہ سوچ رکھا تھا کہ اگر مجھے کچھ کہنے کا موقع ہے تو یہ پیش کرونگا کہ حجاز ریلوے اب بڑی سرعت سے طیار ہو رہی ہے اور روئے زمین کے مسلمان اس چندہ میں شریک ہوئے ہیں حضرت اقدس نے تو اس میں کوئی چندہ بھی نہیں دیا لیکن کیا تمھیں معلوم نہیں کہ یہ بھی اسی کی صداقت کا ایک نشان ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے يُتْرَكُ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا - کسوف خسوف پہلے ہو چکا اور نشانات بھی پورے ہو گئے اب یہ بھی ہو رہا اس لیے مولویوں کو چاہیے کہ وہ سلطان کے آگے جا کر روئیں پیٹیں کہ یہ ریلوے نہ بنائی جاوے۔

فرمایا حقیقت میں یہ ریلوے مسیح موعود کا ایک نشان ہے قرآن شریف میں بھی اسکی طرف اشارہ ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ

۴- فرمایا دینداری تو تقویٰ کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ لوگ اگر غور کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ يُتْرَكُ الْقِلَاصُ میں ریل کیطرف اشارہ ہے کیونکہ اگر اس سے ریل مراد نہیں تو پھر انکا فرض ہے کہ وہ حادثہ بتائیں جس سے اونٹ ترک کیے جاوینگے پہلی کتابوں میں بھی اس امر کیطرف اشارہ ہے کہ اسوقت آمد و رفت سہل ہو جاویگی۔ اصل تو یہ ہے کہ اسقدر نشانات پورے ہو چکے ہیں کہ یہ لوگ تو اس میدان سے بھاگ ہی گئے ہیں جیسے کسوف خسوف رمضان میں کیا اسطرح پر نہیں ہوا جیسا کہ مہدی کی آیات کے لیے مقرر تھا اسی طرح ابتدائے آفرینش سے ایسی سواری بھی نہیں نکلی ہے

۵- فرمایا علامات دلالت کرتی ہیں کہ مسیح موعود پیدا ہو گیا ہے اگر یہ لوگ ہمکو نہیں مانتے تو پھر کسی اور کی تلاش کریں اور بتائیں کہ کون ہے کیونکہ جو نشانات اسکے مقرر کیے تھے وہ تو سب کے سب پورے ہو گئے۔

۶- محمد حسین اور صدیق حسن نے لکھا ہے کہ مہدی کی حدیثیں مجروح ہیں مہدی اور مسیح گویا ایک شعر کے دو مصرعہ ہیں جب ایک مصرعہ ٹوٹ گیا تو پھر دوسرا وزن پورا کرنے کے لیے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ ان کے لیے بڑی مشکلات ہیں۔

۷- عادۃ اللہ اسی طور پر جاری ہے کہ جب کوئی بات اسکی طرف سے پیدا ہوتی ہے تو لوگ اسکو تعجب انگیز ہی سمجھتے ہیں۔ یہودی اپنے خیال میں انتظار ہی کرتے رہے اور آنیوالا مسیح آیا اور وہ بنی گذر بھی گئے۔ تعجب کی بات ہے کہ ہمارے مخالفوں کے ہاتھ میں مسیح کی وفات کے متعلق کیا ہے جس سے انکو تسلی ملتی ہے۔

۸- ایک صاحب شاہجہان پور سے آنیوالے نے پوچھا کہ سہ سالہ پیشگوئی سے کیا مراد ہے۔

فرمایا۔ ان تین سال کے اندر بہت سی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں وہ سب اسی کے ماتحت ہیں اور پھر یہ طاعون والی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کے ذریعہ قریباً دس ہزار لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوئے اور ابھی اڑھائی مہینے باقی ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو اور کوئی خاص عظیم الشان نشان بھی دکھادے جو ان سب سے بڑھ کر ہو۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے بڑے معجزے ظاہر ہوتے رہے لیکن مخالف یہی کہتے رہے فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ۔

۹- یہ کتاب جواب لکھی جا رہی ہے ہر قسم کے معجزات کا مجموعہ ہے استجابت دعا کا نمونہ اسمیں موجود ہے خوارق اور پیشگوئیوں کا یہ مجموعہ ہے۔ کوئی غور کرکے دیکھے کہ کیا طاعون ہم نے خود بنا لیا اور پھر اعجاز المسیح جیسا نشان ہے مَنَعَهُ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاءِ بھی اسی کے ساتھ ہے۔

۱۰- ایک علی گڑھی طالب العلم نے اپنی حالت کا ذکر کیا کہ نماز میں سستی ہو جاتی ہے اور میرے ہم مجلسوں نے اسپر اعتراض کیا اور ان کے اعتراض نے مجھے بہت کچھ متاثر کیا اس لیے

حضور کوئی علاج اس سستی کا بتائیں۔ فرمایا۔ جب تک خوف الٰہی دل پر طاری نہ ہو گناہ دور نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں تک موقع ملے ملاقات کرتا رہے ہم تو اپنی جماعت کو قبر کے سر پر کھنا چاہتے ہیں۔ کہ قبر ہر وقت مد نظر ہو۔ لیکن جو اسوقت نہیں سمجھے گا وہ آخر خدا کے قہری نشان سے سمجھے گا۔

اللہ تعالے کا وعدہ ہے کہ وہ آخری دنوں میں آسمان سے ایک وبا نازل کرے گا۔ اور اس سے ہلاک کر دیگا۔ اُن دنوں میں جب موت کا بازار گرم ہو اور خدا تعالے کی گرفت کا سلسلہ شروع ہو جاوے توبہ کرے اور سمجھو کہ زندگی نا چیز ہے اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ توبہ اور خدا تعالے سے خوف اُسوقت مفید ہوتا ہے جبکہ خدا کا عذاب نہ آگیا ہو۔ خدا سے وہ ڈرتا ہے جو آنکھ کا اندھا اور دل کا سخت ہو اگر طاعون نہ آتی تو بھی ایک دانشمند اور سعید الفطرۃ کے لیے یہی کافی تھا کہ لوگوں کے باپ دادا اور بزرگ مر گئے اور مرتے جاتے ہیں اور یہاں کوئی ہمیشہ رہ نہیں سکتا۔ لیکن اب تو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کے ذریعہ مجھے اطلاع دی کہ اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ ۔ مرضیں پھیلیں گی اور جانیں جائیں گی اور ایسا ہی فرمایا غَضِبْتُ غَضَبًا شَدِیْدًا میں سخت غضب میں بھر گیا ہوں یاد رکھو کہ یہ ساری باتیں ہونے والی ہیں اور انکے آثار تم دیکھتے ہو۔ پس لازم ہے کہ انسان ایسی حالت بنائے کہ فرشتے بھی اُس سے مصافحہ کریں ہماری بیعت سے تو یہ رنگ آنا چاہیے کہ خدا کی ہیبت اور جلال دل پر طاری رہے جس سے گناہ دور ہوں اگر ان پیشگویوں پر کسیکو ایمان نہ ہو تو کم از کم اتنا ہی سمجھ لے کہ اب تو ڈاکٹروں کی شہادت سے بھی معلوم ہو گیا ہے کہ خطرناک بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں جبکہ اب ایسا خوفناک نمونہ پیدا ہو گیا ہے تو وہ شخص کیسا ہی بد نصیب ہے جو اسوقت بھی غفلت سے زندگی بسر کرتا ہے۔

اسباب پر تمام کتابوں کا اتفاق ہے اور سب لوگ مانتے ہیں کہ آخری دنوں میں طاعون آئیگی سارے نبی اسکی خبر دیتے آئے ہیں اور یہ جو لکھا ہے کہ آخری دنوں میں توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔ اسکے یہی معنے ہیں کہ جب موت نے آکر پکڑ لیا پھر کیا فائدہ توبہ سے ہو گا۔ پکڑا ہوا تو درندہ بھی عاجز ہوتا ہے خدا تعالے سے ڈرنا چاہیے۔ اور خدا کا خوف اور خشیت پابندی نماز سے ثابت ہوتی ہے۔ دیکھو انسان گورنمنٹ کے احکام کی کسقدر پابندی کرتا ہے پھر آسمانی گورنمنٹ کے احکام کی جسکو زمینی گورنمنٹ سے کوئی نسبت ہی نہیں کیوں قدر نہیں کرتا۔ یہ بڑا ہی خطرناک وقت ہے طاعون ایک عذاب الٰہی ہے۔ اس سے ڈرو۔ اور اچھا نمونہ دنیا کو دکھاؤ۔ اگر کوئی شخص سلسلہ میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے تو اس سے سلسلہ پر کوئی اعتراض نہیں آتا کیونکہ سمندر میں تو ہر ایک چیز ہوتی ہے لیکن وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور اسے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اسواسطے بہت دعائیں کرنی چاہییں تاکہ خدا تعالے غفلت سے بیدار کرے۔ سستیوں اور غفلتوں سے گناہ آتے ہیں اور پھر خدا کے خوف کا نقشہ آنکھوں سے جاتا رہتا ہے پس اسوقت وہی سعید سعادت کے دامن کے اندر ہے جو اس خطرناک وقت میں ٹھٹھے کرنیوالوں کی مجلس میں نہ بیٹھے اور خدا سے تنہائی میں دعائیں کرے اور اس سے ڈرے کہ ایسا نہو رات کو یا دن کے کسی حصہ میں اسکا عذاب آجاوے۔

۱۱۔ پھر اسی نوجوان نے عرض کیا کہ انھوں نے یہ سوال بھی مجھ سے کیا کہ قرآن شریف تو محرف مبدل نہیں ہوا۔ کسی کے آنیکی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا کہ کیا خدا کیطرف سے کسی کے آنے کی ضرورت کا ایک یہی باعث ہے کہ قرآن شریف محرف مبدل ہو؟ اور علاوہ بریں قرآن شریف کی معنوی تحریف تو کی جاتی ہے جبکہ اُسمیں لکھا ہے کہ مسیح مر گیا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر چڑھ گیا اور تحریف کیا ہوتی ہے۔ یہی یہ لوگ تحریف تو کر رہے ہیں اور پھر مسلمانوں کی عملی حالت بہت ہی خراب ہو رہی ہے نیچریوں ہی کو دیکھو انھوں نے کیا چھوڑا ہے بہشت دوزخ کے وہ قائل نہیں ملائک کے وہ قائل نہیں وحی اور دعا اور معجزات کے وہ منکر ہیں انھوں نے ہندوؤں کے بھی کان کاٹے یہاں تک کہ تثلیث میں بھی نجات مان لی۔ یہ حالت ہو چکی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ کسی آنے والے کی ضرورت نہیں ہے؟

تعجب کی بات ہے کہ دنیا تو گناہ سے بھر گئی ہے مگر انکی حالت ایسی مسخ ہوئی ہے کہ وہ محسوس ہی نہیں کرتے کہ کسی مصلح کی بھی ضرورت ہے مگر عنقریب وقت آتا ہے کہ خدا تعالے انکو معلوم کرائیگا اور اُس کے غضب کا ہاتھ اب نکلتا آتا ہے۔

زمانہ تو ایسا تھا کہ رو رو کر راتیں کاٹتے مگر ان کی اس شوخی سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہی بدبخت ہیں۔

۱۲۔ گناہ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ خدا کا خوف دل پر ہو۔ اور جب خدا چاہتا ہے تو اپنا خوف ڈالدیتا ہے۔ محبت بھی ایک ذریعہ گناہ سے بچنے کا ہے مگر یہ بہت اعلیٰ مقام ہے اور خوف ایک عام ذریعہ ہے جس سے جوان بھی ڈرجاتا ہے خصوصاً ان دنوں میں بلکہ بعض طبیبوں کا قول ہے کہ جوانوں کو بڈھوں کی نسبت طاعون کا زیادہ خطرہ ہے کیونکہ خون میں زیادہ جوش ہوتا ہے۔ پس یہ دن جنکو خدا کے قہر کے دن کہے جاتے ہیں دراصل خدا کے رحم کے دن ہیں کیونکہ انسان کو بیدار کرنے والے اور غفلت کی زندگی سے نکالنے والے ہیں چونکہ لوگ غفلت اور گناہ سے باز نہ آتے تھے خدا نے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھائی۔ یقیناً یاد رکھو کہ اب دن برے آتے جاتے ہیں جیسا کہ سب نبیوں نے خبر دی تھی خدا نے اپنا پاک کلام مجھپر بھی بھیجا کہ اب عقوبت کے دن آتے جاتے ہیں۔ جو اسوقت دعا کرے گا اور رونے لگے گا کہ نمازوں میں اسکو رونا آتے اور اسکا دل نرم ہو جائے

اللہ تعالیٰ اُسپر رحم کرے گا جیکہ شدہ غبار ہو اور اُسوقت ڈر نے لگتا ہے تو پھر شریر اور حق شناس میں کیا فرق ہوا؟ غرض اسوقت کے تعلقات جو خدا سے قائم کروگے وہ کام آئیں گے کیا اچھا کہا ہے حافظ نے ۔ شعر

چو کار عمر ناپیداست بارے آن اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

اور ایک یہ بھی علاج ہے گناہوں سے بچنے کا کہ کشتی نوح میں جو نصائح لکھی ہیں انکو ہر روز ایک بار پڑھ لیا کرو۔

دربار شام

۱۔ حضرۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب کی طبیعت کل ناساز تھی

آج الحمد للہ اچھی تھی حال دریافت فرمایا اور پھر فرمایا کہ ہم نے جو تصرفات اللہ کے دیکھے ہیں اس سے تو بعض وقت دواؤں کا بھی خیال نہیں آتا۔ بعض وقت ہمکو دوا سے شفا ہوئی اور بعض وقت محض دعا سے ۔ میںنے دعا کی کہ بدون دوا کے شفا دے تو پھر اذن ہوا کہ ہم نے شفا دی اور شفا ہو گئی۔

۲۔ اس خدا پر ایمان لانے سے کیا مزہ جو قریب قریب بتوں کے ہو نہ سنتا ہو اور نہ جواب دے اُس خدا پر ایمان لانے سے مزہ آتا ہے جو قدرتوں والا خدا ہے جو ایسے خدا پر ایمان نہیں لاتا اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور تصرف پر ایمان نہیں کرتا اسکا خدا بُت ہے اس میں خدا تو ایک ہی ہے مگر تجلیات الگ ہیں جو اسباب کا پابند ہے اُس سے ایسا ہی سلوک ہوتا ہے اور جو متوکل ہے اس سے وہی۔

۳۔ اگر خدا ایسا ہی کمزور ہوتا تو پھر نبیوں سے بڑھ کر کوئی ناکام نہ ہوتا ۔ کیونکہ وہ اسباب پرست نہ تھے بلکہ خدا پرست اور متوکل تھے۔

۴۔ اسکے بعد مولوی کرم الدین کے اس جھوٹ اور کذب و افترا پر ایک لطیف مضمون عالی جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی پلیڈر کا لکھا ہوا پڑھا گیا۔ جو مولوی کرم دین نے سراج الاخبار مورخہ ۱۳ اکتوبر کے ذریعہ شایع کیا ہے حضرۃ اقدس نے اس مضمون کو از بس پسند فرمایا اور بہت ہی محظوظ ہوئے اور خدا تعالیٰ کے ایک جلیل القدر نشان کا ذکر کرتے رہے جو اس کارروائی سے ظاہر ہوا ہے ۔ جس کے متعلق تفصیلی علم ناظرین کو دوسرے موقع پر انشاء اللہ تعالیٰ ہو گا۔

---

۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

(دربار شام)

رویا بعد ادائے نماز مغرب حضرۃ اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ و السلام شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے تو آپ نے بیٹھتے ہی اپنی ایک رویا سُنائی کہ میںنے اپنے والد صاحب کو خواب میں دیکھا (دراصل ملائکہ کا تمثل تھا مگر آپ کی صورۃ میں) آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھڑی ہے گویا مجھے مارنے کے لیے ہے میںنے کہا کوئی اپنی اولاد کو بھی مارتا ہے جب میں یہ کہتا ہوں تو انکی آنکھیں پُرآب ہو جاتی ہیں پھر وہ ایسا ہی کرتے ہیں تو میں یہی کہتا ہوں آخر دو تین بار جب اسی طرح ہوا پھر میری آنکھ کھل گئی ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک الہام میں یوں بھی فرمایا ہے اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ اور یہ قرآن شریف کی ایک آیت کے موافق بھی ہے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ*

ختم نبوۃ ختم نبوۃ بھی ایک عجیب علمی سلسلہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوۃ کو بھی قائم رکھتا ہے اور اسی کے استفادہ سے ایک سلسلہ جاری کرتا ہے یہ تو ایک علمی بات ہے مگر کجا یہ کہ اس سلسلہ کو اُلٹ پلٹ کر دوسرے نبی کو لایا جاوے ۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور ارادہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا نبی آوے قطع نظر اس کے کہ وہ شریعت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ خواہ شریعت نہ بھی رکھتا ہو تب بھی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی آپ کے سوا اور آپ کے استفادہ سے الگ ہو کر نہیں آسکتا۔ ساری براہین احمدیہ اس قسم کی باتوں سے بھری پڑی ہے اور بہت سے الہام اسکے ممد و معاون ہیں۔

علاوہ اس کے کما استخلف الذین میں جو استخلاف کا وعدہ ہے یہ بھی اسی امر پر صاف دلیل ہے کہ کوئی پُرانا نبی اخیر تک نہ آوے ۔ ورنہ کما باطل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے کما کے نیچے تو مثیل کو رکھا ہے عین کو نہیں رکھا۔ پھر یہ کسقدر غلطی اور جرأت ہے کہ خدا تعالیٰ کے منشا کے خلاف ایک بات اپنی طرف سے پیدا کر لی جاوے اور ایک نیا اعتقاد بنا لیا جاوے۔ اور پھر کما میں مدت کی بھی تعیین ہے کیونکہ مسیح موسوی کے بعد چودھویں صدی میں آیا تھا اس لیے ضروری تھا کہ آنے والا محمدی مسیح بھی چودھویں صدی میں آوے غرض یہ آیت ان تمام امور کو حل کرتی ہے اگر کوئی سوچنے والا ہو۔

ابن مریم ابن مریم کا سوال بھی خدا تعالیٰ نے بڑی صفائی سے حل کیا ہوا ہے۔ سورۃ التحریم میں اس راز کو کھول دیا ہے کہ مومن مریم صفت ہوتا ہے اور پھر اُسمیں نفخ روح ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے اسی ترتیب سے پہلے میرا نام مریم رکھا ۔ پھر اسکے بعد آیا کہ اسمیں نفخ روح ہوا ۔ اب مریم کے حمل سے جیسے مسیح پیدا ہوا جو اسی روح القدس کے نفخ کا نتیجہ تھا ۔ اسلیے یہاں خود مسیح بنا دیا۔ براہین احمدیہ کو قرآن شریف کی اس آیت کے ساتھ جو سورہ تحریم میں بیان ہوئی رکھکر دیکھو۔

* ان میں اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی [illegible]

اور پھر اس ترتیب پر غور کرو کہ جو براہین میں رکھی ہے کہ پہلے مریم نام رکھا پھر نفخ روح کیا اور پھر یا عیسیٰ کہکر پکارا۔ اس آیت کی تفسیر کے لیے بھی دراصل یہی زمانہ تھا زمانہ بھی ایک قسم کی تفہیم کی صورت پر ہوتا ہے۔

اور روح اللہ اس لیے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح کا تبریہ منظور تھا کیونکہ بعض اولاد میں شیطان کی شرکت ہوجاتی ہے اسواسطے روح اللہ کہکر اس الزام کو دور کیا غرض حضرت مریم کے متعلق جس قدر واقعات قرآن شریف میں ہیں وہی الہام یہاں بھی موجود ہیں یا لَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا۔ دراصل جس قسم کی گھبراہٹ مریم کو تھی اسی قسم کا جوش اب بھی یہودیوں میں پیدا ہوا۔ اور ایسا ہی اَنّٰى لَكِ هٰذَا بھی براہین میں درج ہے

مولوی نذیر حسین دہلوی

مرگیا اُس کے مرنے کی خبر آئی تو آپکی زبان پر اُس کے لیے جاری ہوا مَاتَ ضَالًّا هَائِمًا۔

ایک شخص نبی بخش نام ساکن بٹالہ نے آپ کو لکھا کہ میں عیسائیوں سے بحث کرنے لگا ہوں اور اُس نے لکھا کہ میرے مخالف ایک پُرانی بائبل دی تھی وہ بھیجدو۔ میں نے اُسکو لکھا ہے کہ تم عیسائیوں سے کیا مباحثہ کروگے؟ انکی ساری باتیں تو تم خود مانتے ہو؟ عیسیٰ کو زندہ آسمان پر سمجھتے ہو؟ غیب دان۔ اور مردوں کو زندہ کرنے والا کہتے ہو۔ اور پھر تمھارا یہ اعتقاد ہے کہ صرف وہی مس شیطان سے پاک ہے۔ غرض اس قسم کے جب تمھارے عقائد ہیں تو پھر اُن سے کیا بحث کرنی چاہتے ہو۔ اس سلسلہ کے بغیر اُنکو بصورت عیسائیوں سے مباحثہ کی نہیں رہی ہمارے مخالفوں نے تو اقبالی ڈگری کرالی ہوئی ہے اور انکی تمام عقائد باطلہ کی تائید کی ہوئی ہے۔

رُوْحُ اللّٰهِ مسیحکو جو روح اللہ کہتے ہیں اور عیسائی اسپر ناز کرتے ہیں کہ یہ مسیح کی خصوصیت ہے یہ انکی صریح غلطی ہے انکو معلوم نہیں کہ قرآن شریف میں مسیح پر رُوْحُ اللّٰهِ کیوں بولا گیا ہے اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف نے مسیح بن مریم پر خصوصیت کے ساتھ بہت بڑا احسان کیا ہے جو انکا تبریہ کیا ہے۔ بعض ناپاک فطرت یہودی حضرت مسیح کی ولادت پر بہت ہی ناپاک اور خطرناک الزام لگاتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ بعض ولد اس قسم کے ہوتے ہیں کہ شیطان ان کی پیدائش میں شریک ہوجاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح اور حضرت مریم کے دامن کو اُن اعتراضوں سے پاک کرنے کے لیے اور اس اعتراض سے بچانے کے لیے جو ولد شیطان کا ہوتا ہے قرآن شریف میں رُوْحُ اللّٰهِ کہا۔ اس سے خدائی ثابت کرنا حماقت ہے۔ کیونکہ دوسری جگہ حضرت آدم کے لیے نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ بھی تو آیا ہے یہ صرف تبریہ کیا ہے لیکن جو لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں وہ ان سے خاک بحث کریں گے۔؟

دربار شام

۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء

امانتہائے حق ایک شخص نے عرض کی کہ میری آنکھوں کی بینائی کم ہوگئی ہے حضور دعا کریں فرمایا دعا کروں گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آنکھ۔ کان۔ وغیرہ یہ سب خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں جنپر انسان اپنا تصرف کرکے اُن کو ضائع کر بیٹھتا ہے

۲۔ طاعون کا ذکر شروع ہونے پر نواب صاحب سے مالیر کوٹلہ کا حال دریافت فرماتے رہے اور پھر فرمایا کہ پنجاب جو پکڑا ہوا ہے اس سر کو بھی تو معلوم کرنا چاہیے۔ بعض شاید بالطاعون گلٹیاں ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ بخار بھی آتا ہے مگر وہ اصل وہ طاعون نہیں ہوتی ہے۔ طاعون تو کہا ہے اَلطَّاعُوْنُ الْمَوْتُ جس کے آثار خطرناک ہوتے ہیں اور اس کے نمودار ہوتے ہی رنگ سیاہ ہوجاتا ہے اور سرسام ہوکر پھر جلدی جلدی خاتمہ ہوجاتا ہے۔

اصل بات تو یہی ہے کہ اب بجز خدا کے سہارا نہیں ہے اسی کے فضل سے سب کچھ ہوتا ہے

کل صبح پھر میری زبان پر جاری ہوا۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ مگر اس کے ساتھ ایک انذار بھی لگا ہوا ہے اِلَّا الَّذِيْنَ عَلَوْا بِاسْتِكْبَارٍ۔ انذار برابر چلا ہی جاتا ہے

علو کی دو قسمیں اللہ تعالیٰ کے کلام میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک انذار ہوتا ہے اور اسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ متنبہ رہیں چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے سورہ ھود نے بوڑھا کر دیا اور اسی طرح یہ انذار بھی کم نہیں ہے اَلَّا الَّذِيْنَ عَلَوْا بِاسْتِكْبَارٍ۔ یاد رکھو علو دو قسم ہوتا ہے ایک تو وہ علو ہے جو شیطان کا علو اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ میں آیا ہے اور شیطان کے حق میں وَاَعْلُوْ بھی آیا ہے جیسے فرمایا اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ۔ یعنی تیرا یہ استعلا تکبر کے رنگ میں ہے یا واقعی تو اعلیٰ ہے ورنہ حقیقی علو تو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کے لیے ہے۔ جو اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے موافق اسکو ظاہر کرسکتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى یہ علو جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے اور شیطان کا علو استکبار سے ملا ہوا تھا دیکھو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو آپ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جسطرح پر ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکہ میں آپ کی ہرطرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا جب آپ نے دیکھا کہ میں کسحالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپ نے سجدہ کیا

پھر مولوی نذیر حسین دہلوی کی وفات کے تذکرہ میں مفتی صدر الدین صاحب صدر الصدور کا ذکر اور مختلف باتیں ہوتی رہیں پھر جناب مفتی محمد صادق صاحب نے مسیح کی صلیب کی داستان سُنائی۔

نفعی۔ مولوی نذیر حسین کے متعلق جو الہام مَاتَ ضَالًّا هَائِمًا ۔۔۔ ۱۳۲۰ سال وفات

اس کے بعد پھر طاعون کا ذکر ہوا۔ فرمایا

البلاغ مبین
الماصرا لی الغاب

میرا مذہب یہی ہے
کہ اگر اللہ تعالیٰ کے
ساتھ سچا تعلق ہو تو
طاعون نہیں آ سکتا

دیکھو چور وہاں آتا ہے جہاں "تاریکی ہو"
یہ سچ ہے کہ صحابہ میں سے بھی بعض طاعون
سے مرے ہیں اور بلا شبہ ان کی موت
شہیدوں کی موت تھی۔ لیکن وہ زمانہ ماموریت
آنحضرت کے زمانہ کے بعد کا زمانہ تھا اور اس کا محفوظ رہنا ضروری
کیطور پر ایک نشان نہ تھا یہاں اللہ تعالیٰ نے
یہ ایک نشان مقرر کیا ہے لیکن اسپر بھی
ہم کہتے ہیں کہ کوئی بتا دے کہ کیا کوئی
نبی کبھی طاعون سے فوت ہوا ہے؟
جب ایک امر تحدی کے طور پر ہو اور
اس کے مشتبہ ہونے سے توحید کے
اٹھنے کا اندیشہ ہو اور مخلوق اس سے
تباہ ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ کبھی اس کو
مشتبہ ہونے نہیں دیتا + اسلیے ہمیں
جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اسکو ہمنے
شائع کر دیا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے
ہمیں کوئی اسکی قطعی دوا بتائے اور علاج
کیطرف توجہ دلائے تو ہم اسکو استعمال
کر سکتے اسوقت تک جو کچھ ہمیں بتایا ہے
ہم اسپر عمل کرتے ہیں + اگر ٹیکہ کی بات
ہمیں بتایا جاتا تو سب سے پہلے ہم
لگواتے۔ ہر ایک شخص اپنے ایمان کو دیکھے
اگر وہ اپنے اندر کوئی ضعف اور سستی
پاتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ٹیکا لگوا لے
مگر ہم نہیں لگوا سکتے۔ کوتاہ بیں اسپر اعتراض
کریں یا جو چاہیں کہیں لیکن اگر ہم ٹیکا لگوائیں
اور اسکی طرف رجوع کریں تو اس کے یہ
معنے یہ ہوں گے کہ ہم خدا تعالیٰ کے نشان پر
ایمان نہیں لاتے + حالانکہ ہمکو خدا تعالیٰ کے
وعدوں پر ایسا ہی قوی ایمان ہے کہ کوئی
چیز اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی ہمارے
دلائل توڑ دے تو ہم ٹیکا کرا لیتے ہیں۔
کیا یہ سب کو معلوم نہیں ہے کہ ابھی
ضلع جالندھر اور ہوشیارپور میں بعض
واردات ایسی طاعون کی ہوئی تھیں جو پہلے
خدا تعالیٰ سے خبر پا کر پنجاب کے دوسرے
اضلاع میں اس کے پھیل جانے کی پیشگوئی
کی تھی جسپر نا عاقبت اندیش مخالفوں نے
قبل از وقت شور مچایا اور ایک طوفان
بے تمیزی برپا کر دیا۔ مگر اب وہ اس کا
کیا جواب دے سکتے ہیں؟ جبکہ پنجاب
کے مختلف اضلاع میں طاعون ہماری
پیشگوئی کے منشا کے موافق پھیل گئی
کیا یہ بات انسانی تصرف کے اندر ہے
کہ وہ اسطرح پر کئی سال پیشتر ایک بات
کی خبر دے اور پھر وہ اسیطرح پر ظہور
پذیر ہو۔ پھر کسقدر کوششیں طاعون کے
انسداد کے لیے کی گئی ہیں۔ لیکن اگر یہ
اسباب عادیہ کے اثر کے نیچے ہوتی
تو ان انسدادی تدابیر کا کوئی بین اور
ممتاز نتیجہ نظر آتا؟ اس سے صاف
سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ انسانی تدابیر اور
فراست کا کام نہیں ہے وہ کتابیں
اور رسالے جنمیں طاعون کے متعلق
پیشگوئیاں درج ہیں خود گورنمنٹ کے
پاس بھی پہونچ چکی ہیں اور وہ ان سے
ناواقف نہیں ہے کل ملک میں انکی
شہرت ہو چکی ہے پس ایسی حالت میں
جب کہ یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک
امتیازی نشان ہمیں دیا گیا ہے تو ہم

اپنے رب کی بےعزتی کرنا نہیں چاہتے

اور یہ اور بھی خدا کا فضل ہے کہ اس نے
حکام کے دلوں میں ڈالدیا کہ انھوں نے

جبراً ٹیکا لگانیکی قید اڑا دی ہے

اور اختیار دیدیا کہ جو چاہے لگوا لے
احمق اور نادان اس راز کو نہ سمجھ سکے
تو ہمارا کوئی قصور نہیں مگر ہمیں یقین
ہے کہ یہ اختیار بھی خدا نے ہمارے
ہی لیے رکھا ہے۔
غرض یہ ہے واسطے یہ ایک نشان
ہے اور میں اپنے اللہ پر یقین رکھتا
ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا جیسا کہ
اس نے فرمایا انی احافظ کل من فی
الدار اور احافظک خاصۃ
مگر ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وہ نرے
دعوی پر ہی نہ رہے اسکا فرض ہے
کہ وہ اپنے آپکو درست کرے اور اپنی
اصلاح کرے۔ جو اپنی اصلاح نہیں
کرتا اور تقوی اور طہارت اختیار نہیں
کرتا وہ گویا اس سلسلہ کا دشمن ہے
جو اسکو بدنام کرنا چاہتا ہے اور یہ
سلسلہ خود خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے
اس لیے وہ اپنے عمل سے گویا خدا تعالیٰ
کی مخالفت کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس
کی کیا پروا کرے گا۔ اُسے تو اپنے سلسلہ
کی عظمت منظور ہے۔ وہ ایسے لوگوں کو
جو اس کے لیے دشمنی کا کام کریں سلسلہ
کو صاف کر دے گا۔ دیکھو کئی بار
موسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں وبا پڑی
اور گر دو دشمن ہنسی کرتے ہوں گے +
وہ سب جماعت کی اپنی خرابی اور بداعمالیوں کا
نتیجہ تھا۔ کہتے ہیں بلعم نے جب دعا کی
تو ۷۰ ہزار ہلاک ہوگئے تھے یہ سب
ابتلا انکی اپنی بدکاریوں کا نتیجہ تھی اور
انھوں نے اسطرح پر اپنے عمل سے گویا
موسیٰ کو بدنام کیا۔ پس تم اپنے آپکو
درست کرو۔ تاکہ ایسا نہو کہ تم میں سے
کوئی سلسلہ کو بدنام کرنے والا ٹھیرے
بہت تھوڑے ایسے ہوتے ہیں جو کوشش
کرتے ہیں کہ اپنے سلسلہ کو بدنامی سے
بچائیں + جب تک پوری طہارت اور
پاکیزگی نہو فرشتہ نہیں آ سکتا۔ پس
ضروری ہے کہ اپنے دل کے ہر حصہ کو
خوب غور سے دیکھو کہ اسمیں کوئی میل نہ
رہنے پائے اور پھر اپنے اعمال سے
پاکیزگی کا ثبوت دو۔ دیکھو پاخانہ کو بھی
صاف کرتے ہیں اور طہارت کرتے ہیں
لیکن اگر کوئی ریزہ باقی رہ جاوے
تو کیا کوئی کھانا کھا سکتا ہے یا اُسے
نفرت نہیں آتی۔ اسی طرح پر جب تک
کسی قسم کی غلاظت اور میل دلمیں اور عمل
میں ہے خدا اور اس کے فرشتوں کا نزول
نہیں ہوتا۔ الہام میں جو یہ آیا ہے الا
الذین علو باستکبار یہ بڑا شدید
اور ڈرانے والا ہے۔ اس لیے ضروری ہے
کہ بار بار کشتی نوح کو پڑھو اور قرآن کو
پڑھو اور اس کے موافق عمل کرو کیونکہ
کیا معلوم ہے کہ کیا ہونیوالا ہے۔ تمنے
اپنی قوم کیطرف سے جو لعنت ملامت

الحکم نمبر ۳۹ جلد ۶ — ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء

لیتی تھی وہ لے چکے لیکن اگر اس لعنت کو لیکر خدا تعالیٰ کے سامنے بھی تمہارا معاملہ صاف نہ ہوا اور اسکی رحمت اور فضل کے نیچے نہ آؤ تو پھر کسقدر مصیبت اور مشکل ہے۔ اخباروں والے کسقدر شور مچاتے ہیں اور ہماری مخالفت میں ہر پہلو سے زور لگاتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا کے کام بابرکت ہوتے ہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس برکت سے حصہ لینے کے لیے ہم اپنی اصلاح اور تبدیلی کریں اس لیے تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو کہ کیا ایسی تبدیلی اور صفائی کرلی ہے کہ تمہارا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جاوے اور تم اسکی حفاظت کے سایہ میں آجاؤ۔ میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہ نے اپنی تبدیلی کی انہوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا گویا ٹاٹ کے کپڑے پہن لیے اسی طرح تم اپنی تبدیلی کرو۔

رو بدنیا نہ ہو بلکہ خدا ہی کیطرف متوجہ ہو جاؤ۔

خدا تعالیٰ کا شدید عذاب آنے والا ہے اور وہ خبیث اور طیب میں ایک امتیاز کرنیوالا ہے وہ تمہیں فرقان عطا کریگا جب دیکھے گا کہ تم تائب ہو گئے ہو تو کسی قسم کا فرق باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی بیعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا مگر عمل سے وہ اسکی سچائی اور وفاداری ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اسکی کیا پروا ہے۔ اگر اسطرح پر ایک نہیں سو بھی مر جاویں تو ہم یہی کہیں گے کہ انہوں نے اپنی تبدیلی نہیں کی اور وہ سچائی اور معرفت کے نور سے جو تاریکی کو دور کرتا اور دل میں ایک یقین اور لذت بخشتا ہے دور رہا اور اسلیے ہلاک ہو گیا دیکھو ٹیکے والے اپنی جگہ اسباب پر تکیہ مارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بچ جاویں گے اور کچھ تعجب نہیں کہ اس سے فائدہ بھی اٹھاویں لیکن وہ جو ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اگر وہ اس دوا کو جو ہم پیش کرتے ہیں استعمال نہیں کرتے ہیں اور ٹیکہ کو جو خدا نے ان کے لیے طیار کیا ہے استعمال نہیں کرتے تو افسوس ہے کہ وہ اس ٹیکہ سے بھی جو گورنمنٹ نے طیار کیا ہے محروم رہے اس سے تو بہتر تھا کہ وہ ٹیکا ہی کرا لیتے۔ کیونکہ اگر وہ پورا ایمان اور اس کے موافق عمل نہیں رکھتے تو خدا تو انکی پروا نہ کریگا اور پھر انکی موت حسرت کی موت ہوگی اور اس سے ان کے ایمان کو اور بھی صدمہ پہنچے گا۔ خدا تعالیٰ صورت کو نہیں دیکھتا وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ آیا اس نے میرے منشا کے موافق اپنے آپ کو بنایا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی طاعون سے مرے اور اسے کہا جاوے کہ وہ جماعت میں تھا تو یہ ایک دھوکا اور غلطی ہوگا وہ حقیقت میں اس سے الگ تھا اور ایک موت تو دوسری موت کا کفارہ ہوتی ہے اگر اس کے لیے جذبات اور نفسانی خواہشوں پر موت آ چکی تھی اور وہ دنیا کے فریبوں اور مکاریوں سے الگ ہو چکا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ہلاک کیا جاتا ہے اسکا ہلاک کیا جانا ہی اس امر کی دلیل ٹھہریگی کہ وہ اس سے الگ تھا۔

طاعون سے مرنا بیشک شہید ہونا ہے مگر اسوقت خدا نے اسکو ایک نشان ٹھہرایا ہے اس لیے اگر طاعون سے جماعت تباہ ہو جاوے تو پھر یہ نتیجہ نکلے گا کہ یہ ہماری شامت آئی ہے جیسا کہ بعض ظالم طبع لوگوں نے مجھے اس قسم کے خطوط لکھے۔ مگر انہیں عنقریب معلوم ہو جاوے گا کہ کس کی شامت اور کن کے لیے آئی ہے مگر جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے ورنہ اگر وہ ٹیکا کرائے اور نہ آسمانی ٹیکا لگوائے تو ان پر یہ الزام ہے۔

تبدیلیاں کرو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف کرو۔ جتنے تھوڑا سا اس کشتی نوح میں لکھا ہے خدا نے چاہا تو پھر کسی اور حصہ میں تعلیم کی تکمیل کرونگا۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ جسقدر لکھا گیا ہے اگر اس پر بھی پورا عمل کیا جاوے اور کاربند ہوں تو اللہ تعالیٰ ضرور فضل کرے گا + دیکھو یہ ضرور ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا بلکہ مومن کو چاہیے کہ موت کو ہر وقت یاد رکھو تا اسے اعمال میں تبدیلی کرنیکا موقع ملے۔ مگر اسطرح طاعون سے مرنا کے نقصان ہیں دوم شماتت ہمسایہ کا مصداق ہوتا ہے ایک یہ کہ مریں اور دوسرے جھوٹے کہلا کر مریں دوسری صورت کو دیکھتے ہیں مگر خدا حقیقت اور اصلیت کو دیکھتا ہے۔ ہم ان دنیا داروں کو سمجھانے کے لیے کہاں سے باریک فلسفے لاویں وہ تو صرف اتنا ہی دیکھیں گے کہ بیعت میں نام لکھا ہوا ہے۔ مگر انکو یہ کب معلوم ہوگا اور کیونکر معلوم ہوگا کہ خدا کے دفتر میں انکا نام نہ تھا پس یکرنگ ہونا چاہیے دنیا سمجھتی ہیں اس سلسلہ میں سمجھتی ہے اور دیکھتی ہے اسی طرح تم اپنے حالات اور اعمال کو ایسا بناؤ کہ خدا تعالیٰ کے حضور اور دفتر میں بھی تمہارا نام اسی سلسلہ میں ہو۔ اس وقت خدا نے تمہیں بڑا ترقی کا موقع دیا ہے نفس بڑا موذی ہے جبتک اس کے منہ میں لگام نہ ہو قابو میں نہیں رہتا۔ صوفی کہتے ہیں کہ جو آپ محنت کرتے ہیں سالک ہوتے ہیں لیکن جنکو خدا ٹھیرتا ہے وہ مجذوب ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ اپنا قانون کبھی نہیں بدلتا۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ خدا تعالیٰ نے میرے الہام میں جو طاعون کے متعلق ہے یہ آیت رکھی ہے جو اس امر کی طرف رہبری کرتی ہے کہ تبدیلی کی بڑی ضرورت ہے یہ بڑی ہی خوفناک بات ہے کہ زنانہ شکر کانوں تک ہی رہنے سے اور دل تک نہ پہنچے۔

بڑا ہی ظالم وہ شخص ہے جو ظاہری حالت پر خوش ہو جاتا ہے اور سچی اطاعت کے حالات نہیں دکھاتا حالانکہ وہ ایک الگ چیز ہے پس اطاعت کا رنگ اگر دیکھنا چاہو تو وہ صحابہ میں دیکھو۔

ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت پیش کی اور چندہ کے لیے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کچھ گھر میں تھا سب لے آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف اسی طرح علی قدر مراتب دوسرے صحابہ جب آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ کیا لائے ہو اور گھر میں کتنا چھوڑ آئے ہو تو سب نے

تصحیح صفحہ ۱۱ پر دربار شام کی تیسری سطر میں ویقولوا کی جگہ ان یقولوا پڑھا جاوے۔ (تصحیح - مولوی نذیر حسین کے متعلق جو الہام صفحہ ۷ پر درج ہوا ہے وہ صحیح یوں ہے مات ضالاً ھائماً چنانچہ اس الہام سے اسکی تکمیل ہو